ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جمادی الاول ۱۴۲۱ھ
اگست ۲۰۰۰ء
۸

یادِ امیرِ شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
خصوصی مضامین

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
حیات، سیرت اور خدمات

این جی اوز مافیا کی بوکھلاہٹ

افغانستان میں
این جی اوز کا کردار

مرزا طاہر کی ہفوات
اور اُن کا جواب

علماء حق اور دینی جماعتوں کا اتحاد
وقت کا اہم تقاضا

اخبار الجہاد * اخبار الاحرار

چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے نام کھلا خط

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے
پیر پگاڑہ کا انکشاف انگیز انٹرویو

وحدتِ فکر و عمل .... وقت کا اہم تقاضا

عدو اللہ والرسول فرنگی سامراج نے ملکی سیاست کو شکست دے کر ہمت کوش دینی شعار عناصر کو ان کی تاریخ سعی و جہاد میں چوتھی شکست دی ہے اور ہمیں اس کا اعتراف ہے۔ لیکن کیا اس ہزیمت کا مہیب سایہ ہمارے عزائم پر یونہی محیط رہے گا۔ کیا معاشرۂ قومی کے صحت مند اور توانا اجزاء اعتقادی وحدت اور فکری اکائی میں تبدیل ہونے کے بجائے اسی تشتت و افتراق کا ہمیشہ شکار بنے رہیں گے۔ جو روحِ اتحاد کو گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے۔ کیا ہماری متفرق ٹولیاں ایک ربط و ضبط کے ماتحت منظم اجتماع کی صورت اختیار کرنے کو آمادہ نہیں ہیں۔ تاکہ ان کا مشترک دینی ورثہ اور قومی اثاثہ قزاقانِ دجل و الحاد کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے؟ اس وقت تک کسی بھی نمایاں گوشے نے غیر معمولی التفات کی زحمت برداشت نہیں کی۔ اور نہ ہی اس محشرستان میں ان کے احساسات تک کسی تاثر کی رسائی ہو سکی ہے۔ ان کی مداہنت آمیز بے نیازی، ان کی نخوت آگیں خود اعتمادی، ان کی منفرد و منہ انفرادیت۔ ایسے نتائج و عواقب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی جن کی بے رحمی و ہولناکی پر ایک کائنات صدہا برس تک نوحہ زار و ماتم کدہ بنی رہے گی۔ کیا بنو امیہ و بنو عباس، فاطمیہ دور، اور ترک و مغول کی بربادی ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی ہے؟ کیا ۱۲۴۶ھ کے صد کربلا بداماں معرکہ بالاکوٹ کی مجروح و غمناک یاد ان کے نہاں خانۂ قلب سے محو ہو چکی ہے؟ کیا انقلاب ۱۸۵۷ء کی کربناک و خونیں داستان کے سلگتے ہوئے نقش و نگار ان کے صفحۂ دماغ پر برف کی طرح منجمد ہو گئے ہیں؟ کیا تحریک خلافت و ہجرت کی تحیر آمیز روداد کے فغاں بلب ابواب ان کے ایوانِ تفکر و احساس میں صدا بہ صحرا ہو کے رہ گئے ہیں؟ کیا مقتل ۱۹۴۷ء کے لہولہان مناظر جن کی شادابی و رنگینی میں پھولوں کی طرح مہکتے ہوئے ان کے لاکھوں ارمانوں کا خون نہایت سنگدلی سے استعمال کیا گیا ہے۔ ان کے نذرانۂ خلوص و ایثار میں طلسم خیال بن گئے ہیں؟ کیا ان کے دماغ اب ان نوساختہ کھنڈروں سے مانوس ہو گئے ہیں جن سے انسانیت کے زخموں کی سرانڈ آرہی ہے؟ کیا وہ موت سراب کو جوئے حیات یقین کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے ہیں؟ کیا وہ استعمار طاغوت کی رقصاں کٹھ پتلیوں کو رہروانِ خلافتِ الٰہیہ کے تحریک کا قافلہ سالار باور کر چکے ہیں۔ آخر یہ جمود و تعطل، اس اختلاف و انتشار، اس افسردگی و پژمردگی کی انتہا کب ہوگی۔ کیا ان کے لیے اعتصام بحبل اللہ کا وقت نہیں آن پہنچا۔ کیا ان کے افراد کے لیے تشکیل سوادِ اعظم کا امر معروف آشکارا نہیں ہوا۔ آخر وہ کس مصلحانہ ندا اور مجددانہ پکار کے لیے گوش بر آواز ہیں۔ اور کس نئی فریب کاری پر بھینٹ چڑھنے کے لیے انہوں نے ضمیر کشی سے روح کو پامال رکھا ہے؟ ہمیں اس موت آفریں سکوت مداہنت کے خلاف اعلان جہاد کرنا ہے اور تسلط جور کو دعوت مبارزت دے کر حق و باطل کی فیصلہ کن لڑائی لڑنا ہے۔ ہماری یہ گزارشات دورِ نو کی تعمیر و تکمیل کاروں کی جرس ہے اور خفتہ بخت رہبان و احبار نما اہل منصب کے لیے اتمام حجت۔ فیا اسفا علی ما فرطوا فی جنب اللہ وانہم کانوا لمن الساخرین

جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

اقتباس اداریہ ماہنامہ مستقبل ملتان

(شمارہ۔ ۵ محرم ۱۳۶۸ھ نومبر ۱۹۴۹ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۱ | شمارہ ۸ | قیمت ۱۵ روپے

بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اگست 2000ء

جمادی الاوّل 1421ھ

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150 روپے

بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان۔

تشکیل

دل کی بات: اداریہ — مدیر — ۳

افکار: خون کا حساب — محمد عمر فاروق — ۸

شاعری: نعت، (سید کاشف گیلانی) غزل، پروفیسر محمد اکرام تائب، ثاقب چوہان — ۱۰

بیادِ حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

برصغیر کا عظیم داعی، عظیم خطیب — محمد الیاس — ۱۲

نقوش امیر شریعت — حافظ شفیق الرحمٰن — ۱۶

امیر شریعت کا ایک یادگار اور تاریخی خطاب — ۲۱

حسنِ انتخاب: گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے — ممتاز مسلم لیگی رہنما پیرپگارو کا انکشاف انگیز انٹرویو — ۲۲

دین و دانش: وقت کی حفاظت — مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی — ۲۴

: حضرت ابان بن سعید اموی رضی اللہ عنہ — مولانا عبدالحق چوہان — ۳۰

: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا — مولانا حافظ عزیزالرحمٰن خورشید — ۳۱

نقد و نظر: این جی اوز مافیا کی بوکھلاہٹ — محمد عطاءاللہ صدیقی — ۴۰

: افغانستان میں این جی اوز کا کردار — ملا معاویہ حنفی — ۴۶

: اقلیتوں کے لئے لمحہ فکریہ — عبدالرشید ارشد — ۴۹

: چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے نام کھلا خط — جاوید اسلام خان — ۵۰

ردّ قادیانیت: مرزا طاہر کی ہفوات اور ان کا جواب — مولانا محمد مغیرہ — ۵۳

اخبار الاحرار: تنظیمی خبریں — ادارہ — ۵۷

اخبار الجہاد: جہادی خبریں — ادارہ — ۶۲

طنز و مزاح: زبان میری ہے بات ان کی — ساغر اقبالی — ۶۴

دل کی بات

علماء حق اور دینی جماعتوں کا اتحاد: وقت کا اہم تقاضا

گزشتہ چند برسوں میں پاکستان میں موجود لادین قوتوں کی دین دشمن سرگرمیوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور روز افزوں ہے۔ خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کی امداد سے چلنے والی این جی اوز نے دین دشمنی کے محاذ پر اپنا نیٹ ورک وسیع کیا اور سماجی بہبود کے خوشنما عنوان سے نئے نئے جال پھینکے۔ براہ راست دین کے خلاف کام کرنے کی بجائے علماء حق کو گالیاں بکنے اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کی بزدلانہ حکمت عملی اختیار کی گئی۔ دینی جماعتوں کو بدنام کیا گیا۔ جہاد کو دہشت گردی قرار دے کر مجاہدین کو بنیاد پرست اور متشدد دکھایا گیا۔ علماء اور دینی جماعتوں میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے انتشار و افتراق پیدا کیا گیا۔ دینی مدارس کو دہشت گردی کے مراکز قرار دے کر عمومی فضا ان کے خلاف کرنے کی کوشش کی گئی اور مدارس پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ اپنے نصاب کے اندر حکومت اور این جی اوز کی منشا کے مطابق تبدیلیاں کریں تاکہ دینی اداروں کے نظام اور اہداف کو تباہ کر کے یہاں سے بھی وہ حسب خواہش افراد نکال سکیں۔

ان حالات نے علماء حق، دینی جماعتوں اور مدارس اسلامیہ کے ذمہ داروں کو مل بیٹھ کر سوچنے اور اشتراک کے فکر و عمل کی راہیں تلاش کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ماہ اس اہم عنوان پر غور و فکر کرنے کے لئے مسلک دیوبند سے منسلک علماء حق، دینی جماعتوں اور مدارس اسلامیہ کے سربراہ دو مرتبہ اکٹھے ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت اہل سنت اسلام آباد کی دعوت پر پہلا اجلاس ۲ جولائی کو جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں مولانا ظہور احمد علوی اور ان کے رفیق علماء کی میزبانی میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، قاضی عبداللطیف، مولانا سلیم اللہ خان، ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، قاضی عصمت اللہ، مفتی زرولی خان، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا عزیزالرحمن جالندھری، مفتی محمد جمیل خان اور دیگر بہت سے علماء جمع ہوئے۔ اس اجلاس میں باہمی اختلاف و انتشار ختم کرنے اور دین دشمن قوتوں کی سرگرمیوں اور سازشوں کے تدارک کے لئے طویل غور و خوض کے بعد اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ یہ اجلاس آئندہ بھی تسلسل کے ساتھ جاری رہیں گے اور مستقبل میں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

چنانچہ اس حوالے سے دوسرا اہم اجلاس ۱۷، ۱۸ جولائی ۲۰۰۰ء کو جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں مولانا فضل الرحمن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں دیگر تمام رہنماؤں کے علاوہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف لائے۔ اور آپ کی دعاؤں اور سرپرستی میں اتحاد فکر و عمل کی سمت میں خاصی پیش رفت ہوئی۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

قتل کیس کی تفتیش پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ہمارے نامزد ملزمان کو فوراً گرفتار کیا جائے اور تفتیش صحیح انداز میں کی جائے۔ اجلاس میں دینی مدارس کے بارے میں حکومتی پالیسیوں اور این جی اوز کے بھیانک کردار کے سدباب کیلئے اہم فیصلے کئے گئے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی تجویز پر آئندہ اجلاس ۷ ستمبر کو لاہور دفتر احرار میں منعقد کرنے کی منظوری دی گئی اور مجلس احرار اسلام کی میزبانی کو قبول کیا گیا۔

ہم علماء حق اور تمام دینی جماعتوں کے سربراہوں کو اس مخلصانہ محنت و کوشش پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ علماء اور دینی قوتوں کا اتحاد وقت کا تقاضا بھی ہے اور ماحول کی ضرورت بھی۔ علماء دیوبند نے برصغیر میں سامراج کے خلاف جس مزاحمت اور عملی جدوجہد کا مظاہرہ کیا تھا اس کا تقاضا ہے کہ آج پھر دین دشمن تحریکوں اور اداروں کو کچلنے کیلئے اسی کردار کو زندہ کیا جائے۔ دنیا کی نظریں آپ پر جمی ہوئی ہیں اور اگر کوئی امید وابستہ ہے تو صرف آپ سے ہے۔ آپ ہی فکر ولی اللّٰہی کے امین و وارث ہیں اور قافلۂ ولی اللّٰہی کی باقیات ہیں۔ عوام دیدہ و دل فرشِ راہ ہیں اور منزل آپ کی منتظر ہے۔ آگے بڑھئے، قیادت سنبھالیئے اور اپنے اسلاف کے کردار کو پھر زندہ کیجئے۔ مجلس احرار اسلام اپنی روایات کے مطابق آپکی خادم ہے ہم ہر دینی محاذ پر آپ کے قدم بہ قدم اور شانہ بشانہ جدوجہد کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں اور غیر مشروط تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

حزب المجاہدین کی پسپائی:

جماعت اسلامی کی ذیلی جہادی تنظیم حزب المجاہدین کے کمانڈر عبدالمجید ڈار اور صلاح الدین نے یک طرفہ طور پر کشمیر میں جہاد بند کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ یہ اعلان اس وقت ہوا جب امیر جماعت اسلامی محترم قاضی حسین احمد صاحب امریکہ کے دورے پر تھے۔ محترم قاضی صاحب نے امریکی حکام سے ملاقاتوں میں اپنے آپ کو اعتدال پسند اور وسیع البنیاد ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے اور طالبان کے طرز انقلاب اور اسامہ بن لادن سے لاتعلقی کا اظہار فرما کر امریکیوں کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی فرمائی ہے۔

ہمارے نزدیک حزب المجاہدین کی طرف سے یک طرفہ جنگ بندی کا اعلان، بھارتی حکومت کا خراجِ تحسین اور مذاکرات کی پیش کش، حکومت پاکستان کی معنی خیز خاموشی، وزیر داخلہ معین الدین حیدر کی طرف سے جہادی تنظیموں کو غیر مسلح کرنے کا عزم، فاروق عبداللہ کی طرف سے خود مختار کشمیر کی قرارداد کی منظوری۔ ایک ہی سلسلے کی مربوط کڑیاں ہیں۔ قارئین ان عنوانات اور واقعات میں تقسیم کشمیر یا کشمیر میں امریکی اڈے کے قیام، جنوبی ایشیاء میں چین کی نگرانی اور دیگر سازشوں کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ قاضی صاحب نے حزب المجاہدین کے اس فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور جہاد جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے لیکن حزب المجاہدین کے اس اعلان سے کشمیر کاز اور جہادی تنظیموں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ حزب المجاہدین کی جہاد سے واپسی جہادی تنظیموں میں انتشار پیدا کرنے اور انہیں غیر مسلح کرکے جہاد بند کرنے کی

امریکی سازش ہے۔ قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب نواز حکومت کا کام مشرف حکومت سے لیا جارہا ہے اور کشمیر کا محاذ بند کیا جارہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہی کچھ ہونا ہے تو پھر نصف صدی تک کشمیریوں کو کیوں لڑایا گیا اور بے پناہ جانی و مالی قربانیاں کیوں دی گئیں؟ امید ہے کہ کشمیری عوام اپنی قومی غیرت کا سودا نہیں ہونے دیں گے اور غیرت کے سوداگروں کو ان کی اوقات ضرور یاد دلائیں گے۔ جہاد جاری رکھیں گے کہ اسی میں ہماری دینی حمیت اور قومی بقا مضمر ہے۔

مولانا محمد مسعود اظہر کی دارِ بنی ہاشم آمد

ممتاز مجاہد، غازی امیر جیش محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت مولانا محمد مسعود اظہر ۲۵ جولائی کو بعد نماز عصر دفتر احرار دار بنی ہاشم ملتان تشریف لائے۔ آپ نے مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری سے ملاقات کی اور کشمیر و افغانستان کی جہادی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ مدرسہ کے اساتذہ و طلباء نے آپ کا استقبال کیا۔ بعد ازاں آپ بہاولپور تشریف لے گئے۔

اجلاس علماء کونسل

7 ستمبر 2000 بروز جمعرات 10 بجے صبح

دفتر مجلس احرار اسلام ۔ C-69 حسین سٹریٹ،
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

جس میں مسلک علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والی تمام دینی جماعتوں کے سربراہ علماء کرام اور مفتیانِ عظام شرکت فرمائیں گے۔

میزبان: مجلس احرارِ اسلام پاکستان فون: 5865465-042

ادارہ

مسافران آخرت

حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ رحلت فرما گئیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر، ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے سرپرست اور ہمارے مخدوم، برکۃ العصر حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ ۲۴۔ جولائی ۲۰۰۰ء کو رحلت فرما گئیں۔ حضرت مدظلہ سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے چند روز قبل ہی برطانیہ پہنچے تھے۔ کہ یہ سانحہ ارتحال پیش آ گیا۔ چنانچہ فوراً واپسی اختیار کی اور خود نماز جنازہ پڑھائی۔ مخدومہ مرحومہ صاحبہ کو خانقاہ سراجیہ کندیاں کے قبرستان میں ہی سپرد خاک کیا گیا۔

مولانا محمد اشرف خان ماجد مرحوم نامور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند اور پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا زاہد الراشدی کے چھوٹے بھائی مولانا محمد اشرف خان ماجد گذشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

محترم خالد جانباز کی ہمشیر مرحومہ احرار رہنما اور معروف قومی شاعر جانباز مرزا مرحوم کی بیٹی اور محترم خالد جانباز صاحب کی ہمشیر گزشتہ ماہ لاہور میں رحلت فرما گئیں۔

محترم محمد عبداللہ نقشبندی مرحوم جہانیاں پیر والا سے محترم قاری عبدالرحیم فاروقی کے ہم زلف الحاج امیر احمد سجاد کے والد جناب محمد عبداللہ نقشبندی ۲ جولائی بروز اتوار ایک حادثہ میں وفات پا گئے ہیں۔

صوفی غلام اکبر (بھکر) کی دختر مرحومہ احرار کارکن صوفی غلام اکبر بہرمی چراغ شاہ (بھکر) کی بیٹی انتقال کر گئیں۔

والدہ ماجدہ مولانا حبیب الرحمن ہاشمی ہمارے کرم فرما مولانا حبیب الرحمن ہاشمی (خطیب نشتر میڈیکل کالج ملتان) اور مولانا عزیز الرحمن ہاشمی کی والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔

محترم حافظ عبدالسلام صاحب کی رحلت: مجلس احرار اسلام بورے والہ کے رکن محترم رانا عبدالنعیم نعمانی، مولانا عبدالرؤف صاحب، حافظ عبدالسمیع صاحب اور مولانا عبدالمتین کے والد ماجد محترم حافظ عبدالسلام صاحب ۲۰ جولائی کو انتقال فرما گئے۔ مرحوم حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ انتہائی صالح اور عابد زاہد تھے۔

حافظ ابوسفیان کو صدمہ: مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق طالب علم شیخ حافظ محمد ابوسفیان (عثمان آباد کالونی ملتان) کے نومولود بیٹے کا گزشتہ ماہ انتقال ہو گیا ہے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے کارکن محمد الیاس کے دادا محترم احمد یار اور بھائی ابوبکر صدیق گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے دیرینہ کرم فرما محترم محمد یسین شاد کے بہنوئی صوفی اللہ دتہ ملتان میں انتقال کر گئے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام اراکین مرحومین کی مغفرت کیلئے دعا گو ہیں اور لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اللہ تعالی انہیں اعلی علیین میں جگہ عطاء فرمائے اور حسن آخرت کا معاملہ فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے (آمین) خصوصاً حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ اور آپ کے صاحبزادگان عالی قدر سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور ان کے غم میں شریک ہیں۔ اور قارئین سے بھی درخواست ہے کہ مرحومین کیلئے ایصال ثواب اور دعا مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

31 اگست 2000ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء

پیر طریقت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

(خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ)

حضرت کے تمام متوسلین ماہانہ مجلس ذکر میں شریک ہو کر روحانی سکون حاصل کریں اور حضرت کے اصلاحی بیان سے مستفید ہوں۔

نوٹ: ہر شمسی مہینہ کی آخری جمعرات بعد نماز عشاء دار بنی ہاشم میں مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے۔

المعلن ۔ ناظم مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 061-511961)

ماہانہ درسِ قرآن کریم

ابنِ امیر شریعت حضرت **پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان)

یکم ستمبر ۲۰۰۰
بروز جمعہ بعد نماز عشاء

جامع مسجد بخاری۔ بابر روڈ خونی برج ملتان

داعیان: خواجہ محمد عبدالرؤف صدیقی، خواجہ عبدالناصر صدیقی

محمد عمر فاروق

خون کا حساب

عالمی استعمار امریکہ کی شکل میں ہو یا سابقہ سوویت یونین کی باقیات روس کی صورت میں، وہ کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے مدمقابل کوئی تیسری قوت سر اٹھا سکے اور پھر جب معاملہ اسلام کا ہو تو استعمار اپنے تمام تر باہمی اختلافات نظر انداز کر کے متحد ہو کر ایسی ایسی تخریب و سازش کی پنیری کی کاشت کرتا ہے۔ کہ جس کا نتیجہ مسلمانوں کے سروں کی فصل کٹنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یورپ کے سینے پر بوسنیا کے نام سے مسلمانوں کی سلطنت وجود میں آئی تو کفریہ طاقتوں نے مل کر اس نوزائیدہ مسلم ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور سرب درندوں نے عالمی غنڈوں کی شہ پر مسلمانوں کی نوجوان نسل کا صفایا کر دیا۔ ظلم و سفاکی کا وہ بازار گرم کیا گیا کہ جس پر خود ظلم بھی شرما کر رہ گیا۔ اسی طرح روس میں چیچنیا کی مسلم ریاست نے روسی سرخ عفریت سے آزادی حاصل کی تو مسلم دشمنی میں اسے بھی خاک و خون میں غلطاں کر دینے میں پوری امت کفر یکجا اور ہم قدم تھی۔ سترہ ہزار کلومیٹر کے رقبہ اور دس لاکھ کی آبادی پر مشتمل قفقاز کی مختصر سی ریاست چیچنیا پر روسی سامراج کی بیک وقت تیس تیس طیارے پانچ پانچ سو کلو گرام کے وزنی بم گراتے رہے۔ سکڈ میزائیل اور ممنوعہ ایٹمی ہتھیار بے دریغ استعمال کر کے معصوم مسلمانوں کے خون سے اپنے انتقام کی پیاس بجھائی گئی۔ انجام کار ان گنت مسلمانوں کی شہادت کے ساتھ ہی چیچنیا ملبے اور راکھ کے ڈھیر بن گیا۔ ساری دنیا میں جمہوریت کی دہائی دینے والا امریکہ اور انسانی حقوق کے تحفظ کا ناقوس بجانے والا یورپ دونوں اس آتش و آہن کے خونی کھیل میں روس کے دست بازو بنے ہوئے تھے۔ اور روس جو کمیونزم کا علمبردار ہونے کے ناطے انسانوں میں مساوات و برابری کا ڈھول پیٹتا آیا ہے۔ خود اپنے گھر میں انسانیت کی تباہی و بربادی کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔ جبکہ کمیونزم کے گن گانے والے کامریڈ اور دانشور اس تمام قیامت خیز عرصہ میں اور دلوں کو چیر دینے والی معصوم خواتین کی المناک چیخ و پکار میں بھی کارل مارکس، اینگلز اور ہیگل کے انسانی حقوق کے فلسفے دہراتے اور "کاڈکا" کے پیک لنڈھاتے رہے اور معصوم چیچنیوں کے نشیمنوں پر بجلیوں کے کارواں گزر گئے۔

پانچ درجن کے قریب اسلامی ممالک میں (پاکستان اور افغانستان کو چھوڑ کر) کسی ایک ملک نے بھی اپنے ان مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد تو ایک طرف، ان کے حق میں آواز بلند کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ اور ان کی یہ مجرمانہ خاموشی عالم کفر کے حوصلے بڑھاتی رہی۔ اب جبکہ چیچنیا اپنے لہو میں نہا چکا ہے اور ظالموں کے لگائے ہوئے مہلک زخموں سے اس میں کراہنے کی سکت باقی نہیں رہی تو روسی استعمار اب ان کے بے جان لاشوں پر آخری فیصلہ کن ضرب لگانے کے درپے ہے۔ تاکہ پھر کسی کو اسلام کا پرچم بلند کرنے کی جرأت نہ

ہوسکے۔ مگر حیرانی ہے کہ اس وقت بھی عالم اسلام کی امریکہ سے مرعوب قیادتیں کانوں میں انگلیاں دیئے مہر بہ لب ہیں اور مستقبل قریب میں آنے والے خطرات سے بے نیاز ہو کر کبوتر کی طرح حقیقت کو سامنے دیکھ کر بھی آنکھیں بند کیے حال مست اور مال مست ہیں۔ حالانکہ استعمار کا اگلا نشانہ وہ ہی ہیں۔ اسلامی ممالک کی یہ ڈرپوک اور بزدل قیادتیں اگر یہ سمجھتی ہیں کہ وہ امریکہ کی غلامی اختیار کر کے ہمیشہ اقتدار کے مزے لوٹتی رہیں گی تو یہ محض ان کی احمقانہ فکر اور خام خیالی ہے۔ کفر کسی کا دوست اور غم گسار نہیں ہوتا۔ کوئی یہ تصوّر کرسکتا تھا کہ شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی جیسا امریکہ کا مضبوط دوست بھی آخرکار امریکی حمایت سے کبھی محروم ہو سکے گا؟ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جب امریکہ نے مستقبل میں اپنے مفادات کے لیے ایران میں خطرہ محسوس کیا تو اس نے اپنے دیرینہ دوست شہنشاہ ایران کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھا لیا اور دربدری اور بے وطنی کی موت اس کا مقدر بن گئی۔

عالمی استعمار جو فی الحقیقت عیسائیت، یہودیت اور لادینیت کی مثلث ہے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور اسلامی ملکوں کے عوام کی بیداری سے خوفزدہ ہو کر استعمار کا یہ مجموعہ ضدین ایک بلاک کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ کشمیر، افغانستان، بوسنیا اور چیچنیا وغیرہ میں جاری جہاد کے مبارک عمل نے کفر کی نیندیں حرام کردی ہیں۔ اور وہ بجاطور پر یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ جب تک مسلمانوں میں سے جہادی روح کو نہیں نکالا جاتا۔ تب تک صیہونی، صلیبی اور لادین قوتوں کا دنیا پر حکمرانی کا خواب بصورت نیو ورلڈ آرڈر کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے گا۔

"واشنگٹن پوسٹ" نے گزشتہ دنوں چیچنیا کے مردوں اور خواتین پر روسی درندوں کی جنسی زیادتیوں کی دلخراش رپورٹ شائع کی ہے۔ اور آخر میں چیچنیا کے ایک شہید ہوجانے والے مجاہد "عربی" کی بہن مالکو کا اخبار کے نامہ نگار سے کیا جانے والا یہ سوال بھی نقل کیا ہے کہ "ہمارے خون کا حساب کون لے گا"۔ مسلمان بیٹی کا یہ سوال امت مسلمہ سے جواب مانگتا ہے۔ کہ چیچنیا میں تو ان کے بچے کھچے مسلمان بھائی اب بھی اسلام کے احیاء اور غلبے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ بے سروسامانی اور وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود انہوں نے ایٹمی طاقت کے آگے ہتھیار نہیں ڈالے۔ لیکن دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی عظیم قوت کیوں کفر سے مرعوب ہو کر مغلوب ہوگئی ہے اور کفر حوصلہ پا کر پوری دنیا سے اسلام مٹانے کے درپے ہو گیا ہے۔ کیا چیچنیا، کشمیر، فلسطین، افغانستان، بوسنیا، الجزائر اور ترکی میں اسلام کی عظمت و حرمت پر مر مٹنے والے لاکھوں پاکباز فرزندان اسلام کا خونِ بے گناہی رائیگاں جائے گا۔ اور کیا ان کے مقدس خون کا حساب لینے کی بجائے مسلمان عارضی حکومت و اقتدار کے لیے استعمار کے حاشیہ نشین و کفش بردار بنتے رہیں گے۔ چیچن شہید مجاہد کی بہن مالکو کا سوال ہنوز جواب کا منتظر ہے۔

سید کاشف گیلانی

نعت

ان پہ قرباں میں ہوئی جن کو زیارت اُن کی
بخت اُن کا ہے نصیب اُن کا ہے قسمت اُن کی

کیوں نہ اللہ کو مانوں کہ نبی ہیں شاہد
ہر شہادت سے مقدم ہے شہادت اُن کی

ان کی امت کے لئے چن لیا اس امت کو
ناز کرتی ہے بجا طور پہ امت اُن کی

بخش دیتے ہیں خطائیں وہ خطاکاروں کی
عادت اللہ کی جو ہے وہی عادت اُن کی

ان کی صورت پہ میں سو جاں سے فدا ہو جاؤں
کسی صورت نظر آ جائے جو صورت اُن کی

ان کو پہچان کے جس جس نے اطاعت کرلی
عقل اُن کی ہے شعور اُن کا فراست اُن کی

ان کے باعث ہوئی تخلیق جہاں کی ہر چیز
جو بھی دنیا میں ہے سب کچھ ہے بدولت اُن کی

ان کی فرقت میں تڑپتے ہیں جو عاشق دن رات
جان ہی ان کی نہ لے لے کہیں فرقت اُن کی

جن کی فطرت میں صداقت ہو یہ ان سے پوچھو
کتنی نزدیک ہے فطرت کے شریعت اُن کی

سر بہ سجدہ جنہیں دیکھا تھا سدا مسجد میں
بدر میں دیکھ لی دنیا نے شجاعت اُن کی

آپ کے پاؤں کی ٹھوکر میں رہے مال و متاع
عجز سرمایہ ہے اور فقر ہے دولت اُن کی

آخرت میں وہی قربت کے مزے لوٹیں گے
جن کو دنیا میں میسر رہی قربت اُن کی

ایسا انساں کبھی گمراہ نہ ہو گا کاشف
دل سے تسلیم جو کر لے گا قیادت اُن کی

بخاری اکیڈمی کے سٹاک میں آنے والی نئی کتب

* اسیران مالٹا	مولانا سید حسین احمد مدنی	80/=
* سوانح مولانا ابو الکلام آزادؒ	شورش کاشمیری	260/=
* خطبات فاروقی	مولانا ضیاء الرحمن فاروقی	180/=
* نماز تراویح (بیس رکعات)	مولانا بشیر احمد حسینی	40/=
* سوانح مولانا محمد علی جالندھریؒ	مولانا سعید الرحمن علویؒ	100/=

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون 511961

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

غزل

نشے کا بھوت ہے سر پہ مرے سوار ابھی
پکڑ کے کان سے، نیچے نہ تو اُتار ابھی
مرے فریب کا ٹوٹا نہیں ابھی جادو
کسی کو ہے مرے وعدے پہ اعتبار ابھی
سگِ امیر کی قسمت میں مرغ ہے، لیکن!
مرے غریب کی روٹی پہ ہے اچار ابھی
تُو اپنی قوم کا معمار ہے بجا ہے، مگر!!
نہ تین میں ہے نہ تیرہ میں تُو شمار ابھی
کھلی ہیں بعد بھی مرنے کے جو تری آنکھیں
وہ کون شخص ہے جس کا ہے انتظار ابھی
غمِ حیات نے کتنا ہمیں ستایا ہے
کہ مرگئے ہیں پر اُترا نہیں بخار ابھی
مرے نصیب میں ٹوٹا ہوا ہے وہ چرخہ
حلال رزق میں ملتی نہیں ہے کار ابھی
خزاں کے عہد میں تائب سجا ہے ویرانہ
مئے شباب کا آنکھوں میں ہے خمار ابھی

ثاقب چوہان

غزل

ہر اک منظر میں تیرا ہی ہمیں جلوہ نظر آیا
جسے دیکھا، جہاں دیکھا تیرا چہرہ نظر آیا
تیرے کوچے میں سب بھی یہ تیرا شیدا نظر آیا
بس عقل و ہوش سے اپنے یہ بیگانہ نظر آیا
کوئی کعبہ نظر آیا، نہ ہی گرجا نظر آیا
نظر آیا تو بس ہر جا تیرا جلوہ نظر آیا
زمین و آسماں سارے تیرے تابع نظر آتے
جہاں میں ہر جگہ ہم کو تیرا چرچا نظر آیا
کبھی دیکھا تو عصیاں سے بھرا دامن نظر آیا
بڑھی کچھ آس جب ہم کو کرم تیرا نظر آیا
یہ مجذوب اور دیوانے میرے اپنوں میں شامل ہیں
وہاں محفل سجائی اک جہاں اپنا نظر آیا
پیا جب جام وحدت کا بدل گئی ساری دنیا بھی
ہر اک منظر، ہر اک جلوہ ہمیں اچھا نظر آیا
یہ سب پیرِ مغاں کی ہے کرامت کہ ہمیں بھی اب
تیرا جلوہ نظر آیا، تیرا چہرہ نظر آیا
کبھی جو جھانک کر دیکھا گریباں میں تو پھر ثاقب
ہمیں سب خامیوں سے پُر، یہ آپ اپنا نظر آیا

محمد الیاس

برصغیر کا عظیم داعی، عظیم خطیب

تحریک آزادی پاک و ہند میں جن شخصیات کے کارہائے نمایاں تاریخ میں جلی حروف میں رقم ہیں، ان میں ایک ایسی شخصیت کا ذکر بھی ہے، جس نے اپنی پوری زندگی برصغیر سے سامراج کے انخلاء کیلئے جیل اور ریل کی نذر کردی۔ جس نے اپنی خطابت کے موتی بکھیر کر مسلمانوں کے دلوں کو جلا بخشی بلکہ ہندوستان کی سبھی غلام قوموں کا لہو سوز یقین سے گرما دیا۔ وہ عظیم شخصیت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی ہے۔ یہی مرد حر تھا جس نے انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت غلام ہندوستان کے ہر کوچہ و بازار میں عام کی۔ انگریز سامراج نے شاہ جی کو جھکانے کی بڑی کوشش کی لیکن شاہ جی تو صرف اور صرف رب تعالیٰ کے آگے جھکتے تھے۔ کوئی خوف انہیں پابند و خائف کر سکا نہ کوئی بڑے سے بڑا لالچ انہیں زیر دام نہ لاسکا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ .... ۱۸ دسمبر ۱۸۹۲ء۔ جمعۃ المبارک بوقت سحر، اپنے نانا حکیم حافظ سید احمد اندرابی کے مکان واقع کوچہ لنگر، محلہ خانہ باغ، پٹنہ، عظیم آباد، صوبہ بہار (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام سید حافظ ضیاء الدین بخاری تھا۔ شاہ جی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ بڑے ذہین فطین اور اعلیٰ فہم و فراست کے مالک تھے۔ اپنے والد ماجد کی اجازت سے امرتسر چلے آئے۔ یہاں حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ (بانی، جامعہ اشرفیہ، لاہور) آپ کے مشہور اساتذہ کرام میں سے تھے۔ وہ علم و عمل میں یکتا و بے مثال تھے۔ شاہ جی کے مرشد اول حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور مرشد ثانی حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ تھے۔ یہ شاہ جی کا ایک انوکھا اعزاز تھا کہ اپنے وقت کے سب بڑے محدث، فقیہ العصر، حضرت مولانا علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ کی سرکردگی میں پانچ سو علماء کرام نے آپ کی بیعت کی اور آپ کو "امیر شریعت" مقرر فرمایا۔ آپ کے احباب میں امام الہند، مولانا ابوالکلام آزاد سے لیکر علامہ محمد اقبال تک کانگریس و مسلم لیگ کے صف اول کے سب رہنما شامل تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے مجلس احرار اسلام کا نام تجویز کیا اور اس انقلابی جماعت کی بنیاد حضرت امیر شریعتؒ نے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء میں رکھی۔ یہ جماعت برصغیر کی سیاست میں پہلی عوامی جماعت بھی ہے۔ احرار نے کئی تحاریک برپا کیں۔ سیاست کو خواص کے نرغے سے نکالا۔ مسلمانوں کے ہر مسلک اور ہر طبقہ کی بھر پور نمائندگی سے ایک ایسا قافلہ سیاست تشکیل دیا، جس نے حریت، مساوات، اخوت اور وحدت کی بنیاد پر ایک نیا سیاسی شعور پیدا کیا، قربانی وایثار کی ایک نئی تاریخ رقم کی اور کچھ ہی عرصے بعد برصغیر کے افق پر چھا گئی۔

مجلس احرار اسلام کی سب سے بڑی اور کامیاب تحریک، تحفظ ختم نبوت کی تحریک ہے۔ محاسبہ قادیانیت روز اول سے احرار کے منشور کا بنیادی حصہ ہے۔ پاکستان بننے کے بعد، ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم

نبوت چلائی گئی۔ حکومت وقت نے اسے پر تشدد انداز سے کچل دیا اس وقت شاہ جی نے کہا تھا کہ یہ تحریک ایک ٹائم بم ہے۔ جو وقت آنے پر ضرور پھٹے گا۔ تب دس ہزار شہدائے ختم نبوت کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ تحریک تحفظ نبوت کے علاوہ مجلس احرار اسلام نے دوسری کئی تحریکیں چلائیں، ان میں تحریک کشمیر ۱۹۳۱ء، تحریک مسجد شہید گنج ۱۹۳۵ء، فوجی بھرتی بائیکاٹ ۱۹۳۹ء اور تحریک مدح صحابہ شامل ہیں مجلس احرار اسلام کو ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۳ء تک کالعدم قرار دے دیا گیا تو اس وقت بھی تحریک مدح صحابہ چلائی گئی۔ قادیانی بلوچستان کو مرزائی سٹیٹ بنانے کے لیے سازشیں کرنے لگے تو احرار نے شاہ جی کی قیادت میں ۱۹۵۲ء میں اس سنگین سازش کو ناکام بنا دیا جس سے قادیانیت کو ناکامی و نامرادی کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۹۲۱ء میں تحریک خلافت کے سلسلہ میں حضرت امیر شریعتؒ گرفتار ہوئے تو انہیں لاہور سنٹرل جیل کے ''گوراوارڈ'' میں قید کر دیا گیا۔ ابھی دو ہفتے ہی گزرے تھے کہ اچانک ایک روز سپرنٹنڈنٹ جیل نے شاہ جی کو اپنے دفتر میں طلب کیا اور انگریزی میں لکھی ہوئی ایک درخواست انہیں پیش کی کہ وہ اس پر دستخط کریں، جس پر درج تھا کہ ''اگر اس دفعہ حکومت مجھے معاف کر دے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ میری کوئی حرکت ایسی نہ ہو گی جس سے حکومت کو کسی قسم کی شکایت ہو'' شاہ جی نے اس معافی نامہ کے ان گنت ٹکڑے کر کے اسے پاؤں تلے روندا اور تین دفعہ اس پر تھوکا، پھر غضبناک ہو کر واپس لوٹ گئے۔ اس واقعہ کے چند ہی دنوں بعد شاہ جی کو پنجاب کی سخت ترین جیل ڈسٹرکٹ جیل میانوالی منتقل کر دیا گیا۔ مدت قید ختم ہونے میں ابھی چھ ماہ باقی تھے کہ ایک بار پھر یہی عمل دہرایا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے معافی نامہ دستخط کے لیے پیش کیا۔ تو شاہ جی نے فرمایا کہ ''میں جو کچھ کہتا ہوں وہ اس پر لکھو گے؟'' سپرنٹنڈنٹ نے کہا جی ہاں لکھوں گا، شاہ جی نے کہا تو پھر لکھو! ''میں جب تک زندہ ہوں تمہاری جڑوں میں پانی پھیرتا رہوں گا'' شاہ جی فرمایا کرتے تھے کہ ''میری ایک ہی خواہش ہے کہ انگریز اس ملک سے نکل جائے''۔ اور یہ کہ ''انگریز کا دوست میرا دوست نہیں ہو سکتا''! ایک اور موقع پر شاہ جی نے فرمایا تھا کہ ''میرے دو دشمن ہیں انگریز اور قادیانی''

انگریز شاہ جی کی خطابت سے ہمیشہ خوفزدہ رہا اور بار بار آپ کو پسِ دیوار زنداں بھجواتا رہا۔ مجموعی طور پر وہ گیارہ سال جیل میں رہے۔ شاہ جی پر برطانوی حکمرانوں نے قیدو بند کے پہاڑ توڑ دیئے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی جیل اور ریل کے سپرد کر دی۔ وہ عمر بھر پے در پے گرفتاریوں، مقدموں، مسلسل قیدو بند اور طوق و سلاسل کی اذیتوں کے مرحلوں سے گزرے، ان پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ انہیں زہر دیا گیا۔ ان پر بغاوت کے مقدمے قائم کیے گئے کہ جن کی سزا موت تھی، انہوں نے تقریر کے لیے جن راستوں سے گزر کر جانا ہوتا تھا۔ وہاں فرنگی فرمانرواؤں اور ان کے گماشتوں کی طرف سے غنڈے گھات میں بٹھا دیئے جاتے تھے تاکہ شاہ جی اور ان کے ساتھیوں کو خوف زدہ کیا جا سکے لیکن ان کے پایہ استقلال میں لغزش تک نہ آئی۔ ۱۹۲۰ء میں

جب ایک پہلے مقدمہ میں مجسٹریٹ کی طرف سے حبس دوام کی سزا متوقع تھی اور سزا صرف تین سال قید بامشقت کی سنائی گئی تو شاہ جی نے مجسٹریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے یہ شعر کہا

دار کے حق دار کو یہ قید سہ سالہ ملے
ہائے مشکل تھی جو آساں ہوتے ہوتے رہ گئی

برصغیر کی تاریخ نے ان سے بڑا عوامی خطیب پیدا نہیں کیا۔ خطابت کے بغیر شاہ جی اور شاہ جی کے بغیر خطابت غیر متوازن و نامکمل تھی۔ ان کی شخصیت علم و عمل کا حسین امتزاج تھی۔ شعر و ادب، تصوف و روحانیت، سیاست و حکومت، تہذیب و تاریخ اور دین و دانش کے حلقوں میں ان کی ذات معتبر حوالہ تھی، ہر جگہ ان کا احترام کیا جاتا تھا اور ان سے اکتساب کیا جاتا تھا۔ شاہ جی اور خطابت یار غار تھے۔ ان کی خطابت میں ایسا جادو تھا کہ دشمن بھی جھومنے لگتا۔ ایک مرتبہ مخالفین نے ایک نوجوان کو لالچ دے کر شاہ جی کو قتل کرنے کیلئے آمادہ کیا وہ نوجوان ایک مکان کی چھت پر کھڑا ہو گیا۔ شاہ جی نے تلاوت پُر سوز انداز میں شروع کی۔ وہ نوجوان اتنا مسحور ہو گیا کہ اسے کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں کھڑا ہے، وہ مکان کی چھت سے گر پڑا۔ مجمع میں اس کے گرنے سے کھلبلی مچ گئی، اس نوجوان سے خنجر برآمد ہوا۔ اس نے شاہ جی کے سامنے اعتراف جرم کر لیا اور شاہ جی سے معافی مانگ لی۔ شاہ جی نے بخوشی معاف کر دیا۔

اردو زبان کے مایہ ناز ادیب و شاعر چودھری افضل حق مرحوم احرار میں شمولیت سے قبل پولیس آفیسر تھے۔ شاہ جی ایک جلسہ میں خطابت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ چودھری صاحب سرکاری ڈیوٹی پر وہاں موجود تھے۔ انہوں نے جب شاہ جی کی تلاوت و خطابت سنی تو اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً" ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔ تادم واپسیں احرار میں رہے اور احرار کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور مفکر احرار کے لقب سے ملقب ہوئے۔

مولانا ظفر علی خان نے شاہ جی کی خطابت کے متعلق کہا تھا کہ

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
"بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں"

شورش کاشمیری نے لکھا ہے کہ "شاہ جی کی خطابت کالی داس کی منظر کشی کا صحیح مصداق تھی۔ رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا، فضا کا سناٹا، صبح کا اجالا، چاندنی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزے کی مہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صبا کی چال، اوس کا نم، چنبیلی کا پیراہن، تلوار کا لہجہ، بانسری کی دھن، عشق کا بانکپن، حسن کا اغماض اور کہکشاں کی مسجع و مقفع عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورت اختیار کرتی ہیں اس کا جیتا جاگتا مرقع شاہ جی تھے۔

ان کی خطابت کا محور و مقصود دنیا سے غلامی، استحصال اور بد امنی کا خاتمہ تھا۔ ۲۸ مئی ۱۹۴۵ء کو بمبئی (اب ممبئی) میں ایک عقیدت مند کو آٹو گراف دیتے ہوئے انہوں نے لکھا تھا کہ

"مخلوق میں جب تک خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا دنیا میں امن نہ ہوگا"

شاہ جی کی عظمت کا اعتراف انگریزوں اور ہندوؤں نے بھی احسن و اعلیٰ انداز میں کیا ہے۔ کرنل بارڈ (انگریز سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی ۱۹۳۹ء) نے اپنی کتاب "ہندوستان کی یادیں میں لکھا ہے کہ۔

"جن قیدیوں نے مجھے اثنائے ملازمت میں متاثر کیا، ان میں عطاء اللہ شاہ بخاری نام کا ایک سیاسی قیدی بڑی ہی دلفریب شخصیت کا مالک تھا ان کا چہرہ مہرا چرچ کے ان مقدس راہبوں کی طرح تھا، جنہیں یورپ میں خاص عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ہم اسے عرب کے بڑے بڑے قاموسوں سے بھی تشبیہ دے سکتے ہیں، لیکن ان کے صحیح شناسا ہمارے ہاں کتنے ہیں؟ میں اسے اپنا دوست بنانا چاہتا تھا لیکن ہمارے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ ہماری مخالف زبانیں تھیں۔ وہ ۱۸۵۷ء کے اس "انٹی برٹش" ذہن کی باقیات میں تھا جنہیں ہمارے پیش روؤں نے علماء کو پھانسی دے کر پیدا کیا تھا۔

وزیر ہند نے گول میز کانفرنس لندن میں شاہ جی کا ذکر کرتے ہوئے اعتراف کیا تھا کہ "ایسا شخص جو اپنی ایک تقریر سے بیک وقت دو حکومتوں کے نظام کو معطل کر دیتا ہے"۔

مشہور انگریز مورخ مسٹر ڈی بلیو سی سمتھ نے اپنی کتاب "ماڈرن اسلام ان انڈیا" کے صفحہ نمبر ۲۶۲ میں لکھا ہے کہ "یہ غیر معمولی انسان ہندوستان کی سب سے زیادہ اثر آفریں ہونے کا قوی دعویٰ کر سکتا ہے"۔

وہ عمر بھر حوصلے کی تمنا اور ستائش کی پرواہ سے بے پرواہ رہے۔

۲۱۔ اگست ۱۹۶۱ء کو انہوں نے ملتان میں کرائے کے ایک بوسیدہ مکان میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی وہ فرمایا کرتے تھے کہ۔

"میں نے بنجر زمینوں میں ہل جوتے، تاریک صحراؤں میں سفر کیا اور قبرستانوں میں اذانیں دی ہیں۔ اب میں وہاں چلا جاؤں گا، جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا پھر تم مجھے پکارو گے مگر تمہاری پکار تمہارے کانوں سے ٹکرا کر تمہیں ہلکان کر دے گی۔ مگر......... تم مجھے نہ پا سکو گے"!

شاہ جی کی رحلت پر درویش شاعر حبیب جالب نے لکھا تھا کہ

ہنسی ہنسی میں تم نے کھولے اہل ستم کے راز
مرتے دم تک تو نے اٹھائے سچائی کے ناز
کہیں دبائے سے دبتی ہے، شعلہ صفت آواز
چیر گئی ظلمت کا سینہ لفظوں کی شمشیر

ٹوٹ گئی زنجیر

شفیق الرحمن (سلانوالی)

نقوشِ حضرت امیر شریعتؒ

مجتهد لوگ مر نہیں سکتے ، وہ فقط راستہ بدلتے ہیں۔!
اُنکے نقش قدم سے صدیوں تک منزلوں کے چراغ جلتے ہیں

وہ لوگ جو ہماری عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ہوتے ہیں اس کا اظہار کیسے کریں۔ جذبات ہیں الفاظ نہیں۔ جن کا فخر ان کا فقر ہو۔ جو علم و عمل کے بادشاہ ہوں۔ اُن کے نقشِ کفِ پا تک مجھ جیسے کم و فہم کی رسائی کیونکر ہو سکتی ہے۔ جن کی نہ علمی گہرائی ناپی جا سکتی ہے نہ تقویٰ کی بلندی کو چھوا جا سکتا ہے۔ نہ ان کی سیاسی بصیرت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو ایسی نابغۂ روزگار ہستی ہوں جہاں ہمارا فکر، ہماری عقل ساتھ چھوڑ جائے۔ ایک ہی راستہ ہے کہ صاحبِ نظر لوگوں کی نظر سے ان کی شخصیت و عظمت کی کچھ جھلک ہم دیکھ لیں۔

محسنِ احرار ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ "امیر شریعت نمبر" میں آپ کی قرآن فہمی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ان کے ذہن کو دو جگہ سے روشنی ملی۔ دوران تعلیم حضرت مولانا نور احمد امر تسریؒ سے دوسرے دور میں شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے شہرہ آفاق ترجمہ سے۔ جسے آپ نے مدت العمر ساتھ رکھا اور جیل کی زندگی میں بھی اس سے استفادہ کرتے رہے۔ ایک جگہ خود فرمایا کہ "اللہ الصمد" کے معنی میں مجھے تردد رہا۔ کہ "اللہ بے نیاز ہے"۔ بس یونہی دل کو تسکین نہ ہوتی۔ جیل ہی کا واقعہ ہے کہ شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا مترجم قرآن شریف دیکھ رہے تھے اچانک اس کا خیال آیا۔ دیکھیں شاہ صاحب کیا لکھتے ہیں۔ وہ جگہ نکالی تو حضرت نے ترجمہ فرمایا۔ "اللہ نرادھار ہے"۔ شاہ جیؒ فرماتے ہیں میں کبھی اسے ترادھار پڑھوں۔ کبھی کچھ۔ آخر کار اپنے جیل ہی کے ایک ساتھی پنڈت نیکی رام شرما کے پاس گیا جو بہت فاضل تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہ لفظ کیا ہے وہ دیکھتے ہی جھومنے لگا اور واہ، واہ کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیے۔ میں نے چند لمحے انتظار کے بعد کہا کیا عجب آدمی ہے۔ میں انتظار میں ہوں اور آپ اپنے ہی آپ لُطف لے رہے ہیں۔ مجھے بھی تو علم ہو کیا معنی ہے۔ اس کے بعد اس نے بتایا کہ یہ سنسکرت کا لفظ ہے "نرادھار" اور یہ اس ذات پر بولا جاتا ہے "جس کا کام کسی بن نہ اڑے اور جس بن کسی کا کام نہ بنے"۔ فرمایا تب مجھے تسکین ہوئی۔ اور یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گمشدہ متاع مل گئی ہو۔ پھر میں نے اس پر کئی کئی گھنٹے بیان کیا۔ آگے چل کر شاہ جیؒ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے گھر پر بہت سے علماء جمع تھے ان میں سے بے تکلف ساتھی صرف استاذی مولانا خیر محمد تھے۔ شاہ جی نے حسب عادت اکابر کا ذکر چھیڑ دیا جو بہت دیر تک جاری رہا۔ آخر میں شاہ جیؒ نے کہا سبحان اللہ کیسا اچھا وقت گزرا۔ کیسے اچھے تذکرے تھے کہ وقت کا خیال نہیں گزرا۔ جن کا تذکرہ ہوتا رہا ہے اللہ تعالیٰ محشر میں ان ہی کے ساتھ اٹھائے۔ آمین۔ اور یہ آیت "و توفنا مع الابرار" پڑھکر سب سے اس کے معنی پوچھے۔ سب نے عام معنی کیے۔ "کہ موت دے ہمیں نیکوں کے ساتھ"۔ شاہ

جیؒ نے فرمایا کچھ اور۔ سب نے سکوت اختیار کیا آپؒ نے فرمایا (پنجابی میں) "پوری پا ساڈی نال نیکاں دے"۔ ہر طرف سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کے آوازے آنے لگے۔ مولانا خیر محمدؒ نے فرمایا ماشاءاللہ۔ شاہ جی یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اور آپ نے بالکل لفظی، لغوی اور اسم مطالقتی معنیٰ بیان فرمائیں ہیں۔ پھر دیر تک تمام حظ اندوز ہوتے رہے۔ ان کی زبان دانی کے بارے میں باسم میواتی "امیر شریعت نمبر" میں لکھتے ہیں ایک روز میں نے شاہ جیؒ سے پوچھا آپ نے اتنی پُرزور اور شگفتہ اردو کہاں سے سیکھی۔ آپؒ نے کہا کہ آپ لوگ شاید ہمیں (پنجابی ڈھگہ) سمجھتے ہیں۔ آپ مولانا ظفر علی خان سے یہ سوال کیوں نہیں کرتے۔ پھر شفقت سے فرمانے لگے آپ اردو کے کلاسیکل شاعر "شاد عظیم آبادی" کو جانتے ہیں میں نے کہا اچھی طرح۔ انہوں نے فرمایا جب شاد صاحب کو اردو کے کسی محاورہ یا لفظ کے بارہ میں شک ہوتا تھا تو وہ ایک خاتون سے اس سلسلہ میں استفسار کرتے تھے وہ خاتون کون تھی؟ وہ میری نانی تھیں۔ چنانچہ اردو ہماری گھٹی میں پڑی ہے۔

آپؒ نے ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء کو مسجد خیر دین میں تقریر کی۔ اس پر مقدمہ چلا۔ تین سال تین ماہ حبس تنہائی کی سزا سنائی گئی۔ فرمایا خدا کا شکر ہے میرا ایمان قوی ہے کوئی دنیاوی طاقت سوائے میرے معبود حقیقی کے میرے ایمان پر غلبہ نہیں پا سکتی۔

۱۹۲۱ء میں عدالت نے بغاوت یعنی ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند کا جُرم عائد کیا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا بہت اچھا جو جی چاہے کیجئے۔ میں وہی کروں گا جو میرا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں۔ جب حضرت شاہ جیؒ ٹرین میں سوار ہو کر لاہور کی طرف چلے ہر اسٹیشن پر ہجوم ہو جاتا تھا آپؒ ہر ایک سے کشادہ روی اور تبسم سے گفتگو فرماتے تھے۔ سب کو یہ نصیحت کرتے کہ کام کرو مجھے دیکھ کر کیا کرو گے۔ ایک شخص نے قرآن کریم کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا یہ مجھے قید کرانے والا مقدس وارنٹ ہے۔ میں اس کے پڑھنے میں قید ہوا ہوں اس کے ایک لفظ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کیلئے جیل جا سکتا ہوں۔ اور جا رہا ہوں وہاں مجھے اس کے پڑھنے کا موقع مل جائے گا۔

"مقدمہ ثانیہ"۔ ۱۹۳۴ء میں نذیر قادیانی نے کہا تھا اگر میں کانفرنس میں شریک ہوتا تو بخاریؒ کو وہیں گولی مار دیتا۔ یہ کانفرنس آپ نے قادیان میں کی۔ اور مرزائیت کے خلاف علم بلند کیا۔ مسٹر جی ڈی کھوسلا سیشن جج گورداس پور کی عدالت میں کیس چلا۔ مرزا بشیر کو بھی عدالت میں لایا گیا۔ اس تقریر کے کچھ حصے قلمبند کرتا ہوں۔ فرعونی تخت الٹا جا رہا ہے انشاء اللہ یہ تخت نہیں رہے گا۔ وہ نبی کا بیٹا ہے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں۔ وہ آئے تم سب چپ بیٹھ جاؤ وہ مجھ سے اردو، پنجابی، فارسی ہر معاملے میں بحث کرے یہ جھگڑا آج ہی ختم ہو جائیگا۔ وہ پردے سے باہر آئے۔ نقاب اٹھائے کُشتی لڑے۔ مولا علیؓ کے جوہر دیکھے وہ ہر رنگ میں آئے۔ وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے میں ننگے پاؤں آتا ہوں۔ وہ ریشم پہن کر آئے۔ میٹھی کھدر پہن کر آتا ہوں۔ وہ مزعفر کباب یاقوتیاں اور پلومر کیٹونک اپنے ابا کی سنت کے مطابق کھا کر آئے۔ میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آتا ہوں۔ یہ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ برطانیہ کے دُم کٹے کتے

ہیں۔ وہ خوشامد اور برطانیہ کے بوٹ صاف کرتا ہے۔ میں تکبر سے نہیں کہتا بلکہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ پھر بشیر کے اور میرے ہاتھ دیکھو۔ میں کہتا ہوں کہ اپنی ہوش میں آؤ تمہاری طاقت اتنی بھی نہیں جتنی پیشاب کی جھاگ ہوتی ہے۔ جو پانچویں جماعت میں فیل ہو جائے وہ نبی بن جاتا ہے۔ اور مسیح کی بھیڑوں تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا۔ جس سے اب پالا پڑا ہے یہ مجلس احرار اسلام ہے۔ اس نے تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔ اور مرزائیوں اپنی نبوت کا نقشہ دیکھو۔ اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو نبوت کی شان تو رکھتے اور انگریزوں کے کتے نہ بنتے۔ موضع پیر غازی ضلع گجرات میں حضرت شاہ جیؒ تشریف لائے۔ لالہ موسیٰ اسٹیشن پر اترے۔ وہاں تقریر کیلئے مجبور کیا یہ وہ وقت تھا جب سر سکندر حیات لیڈر یونینسٹ پارٹی نے حضرت کی مقبول عام شخصیت سے مرعوب ہو کر ختم کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور اپنے دور کے خوشامدی سپرنٹنڈنٹس کو خفیہ خطوط لکھ کر ہدایت کی کہ جب شاہ جیؒ آپ کے ضلع میں تقریر کے لئے آئیں تو چالاک اور ہوشیار رپورٹر تقریر نوٹ کرے۔ اور خالی جگہ چھوڑتا چلا جائے تاکہ بعد میں حسب خواہش عبارت درج کی جا سکے۔ جس سے قتل عمدن کھلی بغاوت اور فساد و خون ریزی کی ضبطی وغیرہ ہو سکے۔ اس مقدمہ ثلاثہ کے گواہ استغاثہ سرکاری رپورٹر مسٹر لدھارام تھے۔ حضرت شاہ جیؒ جیل دیوانی سے نکل کر سب جیل جا رہے تھے۔ سب لوگوں نے جو آئے ہوئے تھے سلام پیش کیا۔ لدھارام پولیس رپورٹر نے بھی سلام عرض کیا۔ شیخ عبدالمالک نے کہا کہ شاہ جیؒ یہ آپ کی تقریر نوٹ کرنے والا رپورٹر ہے۔ حضرت شاہ جیؒ نے لدھارام کی طرف سر سے پاؤں تک دیکھ کر کہا۔ لدھارام ایک اور عدالت بھی قائم ہو گی۔ اس میں سچ اور جھوٹ کھل کر سامنے آ جائے گا۔ وہ خدا کی عدالت ہو گی۔ ہمیں اس کی پیشی کا بھی خیال رکھنا چاہیئے یہ کلمات فرما کر آپ چلے گئے۔ لدھارام کے دل پر یہ الفاظ بجلی بن کر گرے۔ اسے تاب نہ رہی کمپنی باغ جا کر رویا۔ جب طبیعت ہلکی ہوئی تو اس کی کایا پلٹ چکی تھی۔ آگے کی تفصیل صاحب علم حضرات "مقدمات امیر شریعتؒ" مرتبہ سید ابوذر بخاریؒ کا مطالعہ کریں۔ سید مقبول شاہ جو ان دنوں ہیڈ کانسٹیبل تھا۔ نے کہا جب میں ہائیکورٹ میں شاہ جیؒ کے خلاف شہادت دینے گیا تو لاہور میں سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی ڈی نے مجھے خاص طور پر ہدایت کی۔ دوران شہادت سید صاحبؒ سے آنکھ نہ ملانا اگر آنکھ مل گئی تو شہادت نہ دے سکو گے۔ اس لیئے شہادت دیتے وقت اپنے پاؤں کے ناخنوں پر نظر رکھنا۔ تاکید ہے۔ یہ واقعہ حضرت شاہ جیؒ کی محبوب و مقناطیسی شخصیت اور ایمانی عظمت کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ آغا شورش کاشمیریؒ اپنی کتاب "سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری" میں رقمطراز ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ جیؒ اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب تھے۔ ایک دن ان سے سرونیسٹن چرچل کی خطابت کا ذکر چھڑ گیا۔ اظہر صاحب نے اس کی خطابت کے متعلق بہت سی چیزیں بیان کیں۔ کہنے لگے چرچل عموماً لکھی ہوئی تقریر کرتے تھے اور انگریزی میں ملکہ خاص حاصل تھا۔ ان کی خطیبانہ شہرت کا سبب انگریزی کا غلبہ تھا۔ اس لیئے چرچل کا نام موجود ہے۔ اردو اس کے برعکس محدود ہے۔ جس

بر عظیم میں بولی جاتی ہے وہاں بھی ایک زبان نہیں۔ کئی زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ اردو عالمی زبان ہوتی تو شاہ جیؒ دنیا کے سب سے بڑے اور منفرد و یگانہ خطیب تسلیم کیے جاتے۔ اظہر صاحب نے کہا کہ چرچل بلحاظ خطابت شاہ جیؒ کے مقابلہ میں کچھ نہیں تھا۔ الفاظ شاہ جیؒ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوتے کہ وہ انہیں کب استعمال کرتے ہیں۔ وہ بڑے سے بڑے مجمع کو اکائی میں ڈھال کر شکار کر لیتے۔ ان کے ہاں الفاظ خانہ زاد کی حیثیت سے موجود رہتے اور وہ ان سے موقع محل مناسبت سے اس طرح کام لیتے کہ بقول انیس

دعا دے مجھے اے زمینِ سخن
کہ میں نے تجھے آسماں کر دیا

ان کی زبان پر چڑھ کر سینکڑوں منسوخ و متبدل الفاظ شائستہ و حسین ہو گئے اور سماعت میں جھولنے لگے۔ اکثر پنجابی الفاظ اور پنجابی دو ہے جو کھلنڈروں کے مزاج کا حصہ تھے ان کی بدولت بالا ہو گئے۔ ان کی زبان پر آ کر ان کا شرف بڑھ گیا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے راقم (شورش کاشمیریؒ) سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا شاہ جیؒ کا اردو میں وہی مقام ہے جو اردو شاعری میں میر انیس کا درجہ ہے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے شاہ جیؒ سے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو مرغ و بریانی کھلائیں گے تو ہمارا ساگ و ستو کون پوچھے گا۔ مولانا ظفر علی خان فرماتے تھے کہ اردو میں شاہ جیؒ سے بڑا خطیب پیدا نہیں ہوا اور آئندہ بھی کئی نسلیں ایسا خطیب پیدا نہیں کر سکیں گی۔ مولانا شوکت علی مرحوم کا ارشاد تھا کہ شاہ جیؒ بولتے نہیں موتی رولتے ہیں انکا وجود چشمہ شافی ہے۔ سردار عبدالرب نشتر نے کہا تھا شاہ جیؒ نے خطابت میں انا الحق کی بنیاد رکھی ہے۔ وہ بیک وقت سرو سمن اور دارو رسن کے خطیب ہیں۔ آگے چل کر آغا صاحب مہاتما جی کا تاریخی جملہ نقل کرتے ہیں۔ شاہ جیؒ آگ ہیں جو دشمنوں کے نشیمن پھونکتی اور دوستوں کے چولہے جلاتی ہے۔ وہ ہواؤں کو روک کر اس سے روانی اور سمندر کو ٹھہرا کر اس سے طغیانی لیتے ہیں۔

آغا صاحبؒ اپنی کتاب "ابوالکلام آزاد" میں لکھتے ہیں شاہ جیؒ ہندوستانی مسلمانوں کی دیرینہ آبادی میں قدرت کا عطیہ تھے۔ وہ خود ایک عہد، ایک تاریخ، ایک ادارہ، ایک تحریک اور ایک جماعت تھے۔ ان سے بڑا خطیب نہ اردو زبان نے پیدا کیا اور نہ مستقبل قریب میں اس کے آثار ہی نظر آتے ہیں۔ ان کے کلام و بیان کی تاثیر و سحر کا یہ حال تھا کہ دلوں کی سنگینی موم کی طرح پگھلتی اور دماغوں کا انجماد رواں دواں ہو جاتا تھا۔ انہیں ہوا کے جھونکے اور سمندر کی موجیں گوش بر آواز ہو کر سنتی تھیں۔

آغا صاحب نے حضرت شاہ جیؒ سے پوچھا آپ نے زندگی میں "ابوالکلام آزاد" سے کتنی ملاقاتیں کی ہیں۔ فرمایا یاد تو نہیں۔ بیسیوں دفعہ ان سے فیض حاصل کیا۔ ہم نشین رہا، ہمسفر رہا شاہ جیؒ نے فرمایا کہ میں مولانا کی زبان کہاں سے لاؤں۔ ہم لوگ مولانا کے افکار کے سوانح ہیں احرار کی بنیاد مولانا ہی کے مشورہ پر رکھی

گئی۔ لیکن ہم لاہور میں وہ کلکتہ میں۔ ہم جلوت کے وہ خلوت کے انہیں ملنا سرخ گندھک ڈھونڈ لانے کے مصداق تھا۔ ہم دوستانہ بے تکلفی نہ رکھتے تھے۔ ہمارے اور ان کے درمیان علم کا فاصلہ تو تھا ہی لیکن ان کا ادب و احترام بھی طبعی فاصلہ تھا۔ ہمارے سامنے روزمرہ کے عوارض تھے وہ ان کی طرف نگاہ نہیں کرتے تھے۔ تاہم یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ احرار، الہلال کی بازگشت ہے۔

مولانا آزادؒ مسلمانوں سے اس قدر مایوس کیوں ہیں۔ آغا صاحبؒ نے شاہ جیؒ سے پوچھا۔؟ فرمایا وہ تو نہیں۔ مسلمان ان سے مایوس ہیں۔ مولانا ان کی سطح پر اترتے ہیں اور ان کے دماغوں کی پستیوں سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ مسلمان شاعری کی پیداوار ہیں وہ لیڈر شپ سے اپنی خواہشوں کی اتباع چاہتے ہیں۔ اور خود لائحہ عمل تجویز کر کے اسے تختہ دار پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان میں برطانوی اقتدار کی مضبوطی کے بعد مسلمانوں کی لیڈر شپ سرکاری امراء کی تحویل میں چلی گئی اور وہ اجتماعی طور پر بڑے بڑے جاگیرداروں، زمینداروں، تعلق داروں اور تمنداروں کی ملکیت ہوگئے۔ مسلمان زندہ ہوتے تو مولانا مایوس نہ ہوتے اور مولانا تعلق دار ہوتے تو مسلمان ان سے بد دل نہ ہوتے۔ مولانا چونکہ مسلمان ہیں۔ اس لئے ہر جہتی اعتراف مفقود ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ابوالکلام آزادؒ کانگریس کی سب سے بڑی فراست کا نام ہے وہ کانگریس کو طوفاں سے نکالتے اور مخاطبین کے دلوں میں اتارتے ہیں۔ شاہ جیؒ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا مسلمانوں نے انہیں کربلا میں کھڑا کیا ہے ان کیلئے مسلمانوں کی اکثریت فرات کا کنارہ ہے۔ آج مسلمان صرف مسلمان ہوتے اور انہیں اپنی تاریخ کا علم ہوتا تو ان کی عقیدت کا مرجع ہوتے۔ یہ کوئی معمولی چیز ہے کہ جس ہندوستان کو انگریزوں نے مسلمانوں سے چھینا تھا۔ اس ہندوستان کی آزادی کیلئے مولانا ابوکلام آزادؒ انگریزوں سے گفتگو کر رہا ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق اردو کو اپنی متاع سمجھتے ہیں اور مسلمان اردو پر سیاستاً بچھے جاتے ہیں۔ گو مجھے خدشہ ہے کہ مسلمانوں کی اس عقیدت کے باعث اردو نہ صرف ہندوستان میں زخم کھائے گی بلکہ ایک عظیم ابتلا کا شکار ہوگی۔ لیکن مولانا ابوالکلام آزادؒ دنیا کے سب سے بڑی سلطنت کے نمائندوں سے کہ ان کی زبان ہی دنیا کی سب سے بڑی زبان ہے۔ اردو میں مذاکرات کرتے ہیں اور اردو میں ہمکلام ہوتے ہیں۔ افسوس نہ بابائے اردو اس پر فخر کرتے اور نہ مسلمانوں کو اس سے خوشی ہوتی ہے۔ یہ ایک جذباتی بات ہی سہی لیکن ایک جذباتی قوم سیاسی طور پر نابینا ہوجائے تو حسن پر قبح کو ترجیح دیتی ہے۔ اور زیاں میں سود کا گماں کرتی ہے۔ مسلمانوں کی سرگذشت انہی حادثوں سے اٹی ہوئی ہے......

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک یادگار اور تاریخی خطاب

کارواں کی بات میرِ کارواں سے پوچھیئے
تارے مسکرائے کیوں آسماں سے پوچھیئے

قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق سے ہی طلوع ہوگا۔ لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہوگا۔ جو دس کروڑ مسلمانوں کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے۔ اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں۔ ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ بات جھگڑے کی نہیں۔ سمجھنے سمجھانے کی ہے۔ سمجھا دو مان لوں گا۔ لیکن تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے۔ اگر آج مجھے کوئی ایسی بات کا یقین دلا دے کہ ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں کسی شہر کے کسی کوچہ میں حکومت الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے۔ تو رب کعبہ کی قسم! میں آج بھی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ کہ جو لوگ اپنے جسم پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے وہ اس کروڑ افراد کے وطن میں کس طرح اسلامی قوانین نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے اور میں یہ فریب کھانے کے لئے ہر گز تیار نہیں ہوں۔

ادھر مشرقی پاکستان ہوگا۔ ادھر مغربی پاکستان ہوگا۔ درمیان میں چالیس کروڑ ہندو کی متعصب آبادی ہوگی۔ جس پر اس کی اپنی حکومت ہوگی، اور وہ حکومت لالوں کی حکومت ہوگی، ......مکار لالے...... ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتے رہیں گے۔ اسے کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اس تقسیم کی بدولت آپ کا پانی روک دیا جائے گا۔ آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور آپ کی یہ حالت ہوگی۔ کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان۔ مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان مشرقی پاکستان کی مدد سے قاصر ہوگا۔

اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی۔ اور یہ خاندان زمیندار، صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے، انگریز کے پروردہ فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے، سرداروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے۔ جو اپنی من مانی کارروائی سے محب وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کے کسان اور مزدور نان شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر روز بروز امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتے چلے جائیں گے،.... یہاں وحشت، درندگی کا دور دورہ ہوگا، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہوگا۔ انسانیت اور شرافت کا گلہ گھونٹ دیا جائے گا اور کسی کی عزت محفوظ نہیں ہوگی۔ نہ مال نہ جان نہ ایمان......! (اردو پارک۔ دہلی اپریل ۱۹۴۶ء)

اور پھر پاکستان پر رفتہ رفتہ وہی لوگ قابض ہو جائیں گے جو آج بھی انگریز کے غم خوار و نمک خوار ہیں۔ پاکستان امراء کی ایک جنت ہوگی لیکن ننانوے فیصد عوام کے لئے یہی شب روز ہوں گے۔ اسلام ایک مسافر کی طرح ہوگا۔ (امرتسر ۱۹۴۶ء)

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

ممتاز مسلم لیگی رہنما پیر پگاڑا کا انکشاف انگیز انٹرویو

تڑپ اٹھتا ہوں ذکر آشیاں سے
تمنا بھی بہت تھی آشیاں کی

جنگ: پیر صاحب! آپ متحدہ مسلم لیگ کے صدر رہے ہیں۔ اس حوالے سے گفتگو کا آغاز تحریک پاکستان سے کرتے ہیں۔

پیر پگاڑا: اس حوالے سے پہلے یہ واقعہ سن لیں۔ پاکستان بننے سے پہلے تین جگہ پر ہندو مسلم فسادات ہوئے ان میں سے ایک علی گڑھ میں ہوا۔ یہ ۱۹۴۵ء کا واقعہ ہے۔ میں علی گڑھ کی نئی بستی میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں علم ہوا کہ ایک سندھی قتل ہو گیا ہم وہاں چلے گئے کہ ہم سندھی کی لاش کو سنبھالیں۔ ہم نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ تو پتا چلا کہ یہاں پتھراؤ ہوا ہے۔ تھوڑی دیر میں ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب آ گئے۔ یہ ایس پی ٹیکسن صاحب تھے۔ ان کے بارے میں کسی نے بتایا۔ کہ وہ ایس پی ہیں جو انگلینڈ سے اپنے دوست کی بیوی ورغلا کر لائے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ اچھے خون والا بندہ ایسا کام نہیں کر سکتا۔ تو خیر ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ایس پی صاحب نے خود ہی توڑ پھوڑ شروع کر دی اور اسی دوران بازار میں آگ لگ گئی اور فساد شروع ہو گیا تو اس واقعہ کا تو میں خود عینی شاہد ہوں کہ کس طرح ایک انگریز نے ایک سندھی کی بازار میں لڑائی کو ہندو مسلم فساد بنا دیا۔ میں اس واقعہ کا عینی شاہد ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ فساد پاکستان کے لئے نہیں تھا۔ یہ تو کروایا گیا تھا۔

جنگ:۔ پیر صاحب! اس واقعہ سے تو یوں لگتا ہے۔ کہ جیسے سب کچھ انگریزوں نے کیا؟

پیر پگاڑا۔ دیکھو بھئی! اگر تو لوگوں کی خوش کرنا ہے تو اور بات ہے اور اگر سچ سننا ہے تو میری معلومات یہی ہیں کہ برطانوی حکومت ہندوستان میں ایک مسلم سٹیٹ بنانے کا فیصلہ بہت پہلے کر چکی تھی۔ یہ فیصلہ قرارداد پاکستان منظور ہونے سے پہلے ہو چکا تھا۔ ولی خان نے جب اس بارے میں بیان دیا۔ تو جنرل ضیاء الحق نے انہیں اس معاملہ پر گفتگو کی دعوت دی۔ ولی خان نے جواباً ایک فوٹو سٹیٹ کاپی انہیں بھیجی۔ جس میں واضح طور پر یہ لکھا تھا۔ کہ مسلم سٹیٹ بنانے کا فیصلہ 1940ء سے پہلے ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ضیاء الحق خاموش ہو گئے۔ میں نے لندن جا کر تو تحقیقات نہیں کی۔ لیکن میری معلومات یہی ہیں۔

جنگ:۔ پیر صاحب! کیا آپ کو احساس ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یعنی پاکستان انگریزوں نے بنایا تھا۔

پیر پگاڑا:۔ دیکھو بھئی! سچ سننا ہے تو وہ یہی ہے وگرنہ میں بھی آپ کو کوئی کہانی سنا دیتا ہوں۔

جنگ:۔ اس بات کا کوئی ثبوت ہے؟

پیر پگاڑا: برطانوی وزیراعظم چرچل کی پنجاب کے اس وقت کے وزیراعظم سر سکندر حیات سے قاہرہ میں ملاقات ہوئی۔ تو چرچل نے کہا۔ کہ مسلمانوں نے سلطنت برطانیہ کے لئے جو قربانیاں دی ہیں ان کی بلڈمنی کے طور پر ایک ریاست دی جائے گی۔ میں نے یہ بات سکندر حیات کے بیٹے سردار شوکت حیات سے پوچھی تو انہوں نے تصدیق کی کہ چرچل نے سردار حیات سے یہ بات کی تھی۔

جنگ: پیر صاحب! آپ مسلم لیگ کے صدر رہے ہیں آپ بھی وہ بات کہہ رہے ہیں۔ جو قوم پرست کہتے ہیں۔

پیر پگاڑا: دیکھیں بھئی! سچ سے تکلیف تو ہوتی ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ جس طرح دیگر با اثر لوگوں کو انگریز نے مسلم لیگ میں بھیجا تھا۔ علامہ اقبال بھی اس طرح مسلم لیگ میں آئے تھے۔ آپ یہ بتائیں کہ علامہ اقبال کس کے کہنے پر قائداعظم کے پاس گئے تھے۔ دیکھو بھئی! جتنے بھی با اثر لوگ تھے۔ وہ انگریزوں کے کہنے پر مسلم لیگ میں آئے تھے۔

جنگ: تو کیا آپ دو قومی نظریئے سے انکار کرتے ہیں؟

پیر پگاڑا: دیکھو بھئی! ایک ہندو قوم تھی۔ جو گئو ماتا کو پوجتی تھی۔ دوسری قوم مسلمان تھی جو گئو ماتا کو کھاتی تھی۔ تو دونوں قومیں تو الگ تھیں۔ البتہ پاکستان اسلام کے نام پر نہیں۔ لبرل معاشرے کے قیام کے لئے بنا۔

جنگ: تو کیا پاکستان بنانے میں مسلم لیگ کا کردار نہیں تھا؟

پیر پگاڑا: مسلم لیگ با اثر لوگوں کی جماعت تھی۔ یہ عوامی جماعت نہیں تھی۔ کہ جس کے ووٹر ہوں۔ با اثر لوگوں کے ماننے والے اسے ووٹ دیتے تھے۔ مسلم لیگ اس وقت سے لے کر آج تک جماعت نہیں بن سکی۔ نہ یہ کبھی جماعت بن سکے گی۔ ملک میں اقتدار انگریز کے وفاداروں کے ہاتھ میں رہا، وہی پالیسی آج تک چل رہی ہے۔ کچھ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ (روزنامہ "جنگ" سنڈے میگزین 16 جولائی 2000ء)

بخاری اکیڈمی کے سٹاک میں آنے والی نئی کتب

- حیات امیر شریعت نیا ایڈیشن جانباز مرزا —— 150/=
- بخاری کی باتیں —— سید امین گیلانی —— 80/=
- قلمی چہرے —— شورش کاشمیری —— 225/=

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون 511961

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہ اللہ

وقت کی حفاظت

"وقت" مال ہی کی طرح "پونجی" ہے اس لئے دونوں میں "میانہ روی" اور "تدبیر استعمال" ضروری بات ہے اور مال کو تو "جمع" اور "ذخیرہ" بھی کر سکتے ہیں لیکن "وقت" اور "زمانہ" کے لئے یہ بھی ممکن نہیں۔ زمانہ اور وقت کی قدر و قیمت کسی طرح بیش قیمت مال سے کم نہیں ہے، دونوں کی قدر و قیمت کا مدار اس کا بر محل خرچ، اور اچھے استعمال پر موقوف ہے، پس وہ بخیل جو اپنے مال کو "قوت لایموت" سے زیادہ خرچ نہیں کرتا اور دراصل "فقیر" ہے یا اس جیسا ہے جس کے پاس "کھوٹی پونجی" ہو۔ اسی طرح جو شخص اپنے وقت کو اپنی اور اپنی جماعت کی سعادت و بہبود، میں خرچ نہ کرے اس کی عمر بھی ایک "کھوٹی پونجی" ہے۔

بلا شبہ ہم ایک محدود زندگی رکھتے ہیں، لیل و نہار کا یہ چکر ایک خاص نظم سے جاری ہو اور ایک کا دوسرے سے ٹکرا جانا ناممکن ہے، پھر زندگی بھی چند حصوں پر تقسیم ہے بچپن، جوانی ادھیڑ، بڑھاپا اور ہر حصہ اپنا خاص عمل رکھتا ہے جو دوسرے حصہ میں غیر مناسب ہے، جیسا کہ بے وقت زراعت نہیں ہو سکتی، یا غیر وقت میں نامناسب ہے، اور پھر زندگی چند روزہ ہے اور جب موت کا وقت آ جائے گا تو پھر اس سے مفر کہاں؟ اور گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں، بچپن گیا تو اب کہاں؟ جوانی ختم ہو گئی تو یہ بہار گئی۔

پس جبکہ یہ "محدود" شے ہے اور اس میں کمی زیادتی ممکن نہیں، اور اسکی قدر و قیمت حسن استعمال پر موقوف، تو از بس ضروری ہے کہ ہم اس کی پوری طرح حفاظت کریں، اور اس کو بہتر سے بہتر طریقے پر استعمال کریں۔

اور "وقت" کی حفاظت، اور اس سے نفع کی صورت، ایک طریقہ کے سوا اور کسی طرح ممکن نہیں۔ اور وہ یہ کہ زندگی کا مقصد وحید صرف "پسندیدہ اخلاق" ہوں اور پھر اس کے لئے زندگی کے تمام "وقت" کو صرف کر دیا جائے۔ اسلئے کہ انسان کے ضیاع کے وقت کے دو اسباب ہوتے ہیں ایک یہ کہ انسان کی کوئی غرض و غایت نہ ہو جس کیلئے وہ سعی کرے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

میں اس بات کو بہت معیوب سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی لایعنی زندگی بسر کرے نہ دنیا کے لئے کوئی عمل کرے نہ آخرت کے لئے۔

لہذا اس پڑھنے والے کا وقت کس قدر ضائع ہے جو ہاتھ میں تو کتاب لئے ہوئے ہے اور اس کے سامنے کوئی معین غرض نہیں ہے، مثلاً کوئی "خاص موضوع" یا کسی خاص مسئلہ کی تحقیق، اور اس آدمی کو کس قدر تکلیف ہوتی ہے جو چل رہا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کے سفر کی غرض و غایت کیا ہے؟ کبھی ایک سڑک سے دوسری سڑک پر چل نکلا اور کبھی ایک دکان سے دوسری دکان کی طرف رخ کر دیا۔

اور اگر انسان کے سامنے غایت و غرض متعین ہوتی ہے تو وہ تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کر لیتا ہے، اور انسان کو سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے۔

اور اگر اس کے سامنے متعدد امور ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں تو سوچ کر ان کا انتخاب کر لینا چاہیئے جو اس کی "غرض" کے لئے مفید ہوں، اور جو اس سے جوڑ نہ کھاتے ہوں ان سے بچنا چاہیئے۔

اور جو لوگ اپنی غرض کو متعین نہیں کرتے تو ان پر "وقت" اس طرح گزر جاتا ہے جس طرح "اینٹ پتھر" پر اور ایسے اشخاص سے کوئی بہتر کام یا عظیم الشان کام شاید ہی انجام پاتا ہو۔ بے مقصد انسان کی مثال اس کشتی کی سی ہے جو بغیر کسی سبب کے موجوں میں تھپیڑے کھاتی پھرتی ہے۔

اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو کثیر الاشغال ہوتے ہیں ان کے وقت میں بھی وسعت و برکت ہوتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے سامنے مقصد ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت کو تردد و انتشار میں نہیں گزارتے، اور وہ محل اور موقع کے ہاتھوں میں گیند کی طرح نہیں ہوتے کہ جس طرح وہ چاہیں ان کے ساتھ کھیلیں بلکہ وہ اپنے لئے خود اسباب و مواقع پیدا کرتے، اور اپنی زندگی کی اغراض کے مطابق ان میں جس طرح چاہتے ہیں تصرف پیدا کرتے ہیں۔

انسان کے ضیاع وقت کی دوسری شکل یہ ہے کہ اس کے سامنے غرض و غایت تو معین ہے لیکن وہ اس مقصد کے حق میں مخلص اور سچا نہیں ہے، اس لئے نہ اس تک پہنچنے کے لئے ٹھیک جدوجہد کرتا ہے اور نہ ایسے کام کو انجام دیتا ہے جو اسکے مقصد کے مطابق ہوں۔

غرض کا متعین نہ ہونا اور مقصد کے حق مخلص نہ ہونا، یہی وہ دو چور ہیں جو وقت کی چوری کرتے، اور اس کے فائدہ کو برباد کرتے ہیں۔

اور ان دونوں دشمنوں کے وجود سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ "فرض منصبی میں تاخیر، اور عمل کے لئے جو محدود وقت ہے اس کی حفاظت سے بے پرواہی" اور پیہم جدوجہد سے بیزاری ہیں، پس ابتداء معین سے چند منٹ کی تاخیر کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ عمل کے وقت میں سے اس قدر منٹ ضائع کر دئے گئے۔

اور اس کے دو نتیجے ظاہر ہوں گے: یا تو کام میں جلد بازی کرنا پڑیگی، اور سوچ و بچار کو چھوڑنا پڑے گا تاکہ ضائع شدہ وقت کی تلافی ہو سکے اور یا پھر ان اوقات پر "جو کہ دوسرے فرائض کے لئے مقرر ہیں" دست درازی کرنی ہو گی۔ اور اس ضمن میں کسی کام کو اس کے اپنے وقت سے ٹال کر کرنا بھی آ جاتا ہے، پس ٹالا ہوا کام اوّل تو ہوتا ہی نہیں، اور اگر ہوتا بھی ہے تو اس عمدگی، اور استواری کے ساتھ نہیں ہوتا جس طرح کہ اپنے وقت کے اندر ہو سکتا تھا۔

اور وقت کی حفاظت کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ انسان مسلسل کام میں ہی مصروف رہے اور کسی وقت آرام نہ حاصل کرے، بلکہ مطالبہ یہ ہے کہ راحت و فراغت کے وقت کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ

عملی جدوجہد کے لئے زیادہ قوی اور تروتازہ بنادے۔ پس اگر راحت و فراغت کے وقت کو سستی، اور کاہلی میں صرف کر دیا جائے تو اس طرح ہم اس وقت سے نہ کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور نہ عمل میں ہم کو اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے، اس کے برعکس اگر اس وقت کو تفریح، اور ورزشی دوڑ دھوپ، یا چلنے کی مشق میں صرف کیا جائے تو بلاشبہ یہ ہمارے عمل کی زندگی میں فائدہ مند ثابت ہوگا، اور اس ذریعہ سے ہم ایسی قوت و طاقت حاصل کر لیں گے کہ اس سے اپنی غایت و غرض کے لئے خدمت لے سکیں، اور اسی کو "وقت کا تحفظ" اور "وقت کا اقتصاد" کہتے ہیں۔

زمانہ اور وقت انسان کے لئے ایک جنس خام کی طرح ہے جیسا کہ خام لکڑی "بڑھئی کے ہاتھ میں یا خام لوہا "لوہار" کے ہاتھ میں! ان میں سے ہر ایک کاریگر مختار ہے کہ اپنی جدوجہد کے ساتھ لکڑی اور لوہے سے "عمدہ اشیاء" تیار کرے یا ان کو بیکار چھوڑ کر برباد کر دے۔

اور اس اصول پر کہ زندگی کی "قدر و قیمت کا پہچاننا" لوازمات انسانیت سے ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ اپنے اوقات کو ان امور میں صرف کریں جو ہمارے مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں۔

ور وقت سے فائدہ اٹھانے میں جو شے "غرض و غایت کے تعین کے بعد مدد دے سکتی ہے" وہ حسب ذیل دو باتوں کا صحیح علم ہے۔

(۱) ہم عمل کو کس طرح شروع کریں؟

(۲) اور کس طرح اس میں لگے رہیں کہ اس کو پورا کر دیں؟

شاید اس سے زیادہ دشوار کوئی بات نہ ہو کہ انسان یہ معلوم کر لے کہ وہ اپنے عمل کو کس طرح شروع کرے اسی لئے اسکے وقت کا ایک بڑا حصہ اسی کے سوچنے میں گزر جاتا ہے، اکثر طلبہ کو یہ پیش آتا ہے کہ جب وہ اپنے اسباق کا دور کرنا چاہتے ہیں تو سوچتے رہتے ہیں کہ کس طرح شروع کریں، وہ سوچتے ہیں کہ سب سے پہلے ریاضی کے مسئلہ کو شروع کریں اور پھر جب وہ مشکل نظر آتا ہے تو اور کسی مضمون کو شروع کرتے ہیں اور اس طرح ایک کافی عرصہ لگا دیتے ہیں اس میں اس قدر اور اضافہ کر لیجئے کہ کسی شے کی ابتداء عادۃً اس لئے دشوار ہوتی ہے کہ ابھی مشق کی نوبت نہ آئی ہوتی، یا اس لئے یک لخت "لذیذ آرام" سے محنت طلب عمل کی جانب منتقل ہونا پڑتا ہے۔

بہرحال جو شخص ان ہر دو امور کو جس قدر جلد حل کر لیتا ہے اسی قدر وہ اپنے قیمتی وقت سے زیادہ فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

پہلی بات کا علاج:

اس بات کا علاج کہ کس طرح شروع کرے؟،، یہ ہے کہ عمل سے پہلے سوچے کہ زیر بحث چیزوں میں کس چیز کی "شروع کرنے میں" زیادہ اہمیت ہے، اور اس کی ترجیح کے اسباب کا مطالعہ کرے پھر جس شے کو

اس کے بعد ہونا چاہیے حسب مراتب ان کے درمیان ترتیب قائم کرتا جائے اس کے بعد عمل کے لئے ایسا پختہ ارادہ کرے جس میں تردد کا ادنیٰ سا بھی شائبہ باقی نہ رہے، اور جب دشواریاں اس کے مقابلہ میں آئیں تو نفس اتنا مضبوط رہے کہ اس "ارادہ" میں ادنیٰ سا بھی تغیر پیدا نہ ہوسکے، اور اگر اس کو کبھی یہ خطرہ پیش آئے کہ "کام کا شروع کرنا، اس کے لئے بہت دشوار ہے اور اس کا نفس دشواریوں کے مقابلہ میں ثابت نہ رہ سکے گا، تو اس کے لئے مفید نسخہ یہ ہے کہ وہ ایسی کتاب کا ایک باب مطالعہ کرے جو اس کو عمل پر بہادر بناتا اور سعی عمل کے لئے مرد میدان بننے کی ترغیب دیتا ہو، یا ایسے اشعار پڑھے جو جدوجہد پر آمادہ کرتے، اور قلب میں سرور و نشاط پیدا کر کے عمل کے لئے شجاع بناتے ہوں، یا اپنے ذہن میں ایسا نقشہ کھینچے جو اس کے سامنے سستی اور چستی کے نتائج و انجام کو پیش کرتا ہو، یا ایسے "بہادر" اشخاص اور نمایاں ہستیوں کے واقعات کو یاد کرے جنھوں نے سعی پیہم اور عمل مسلسل کے ذریعہ بڑے بڑے کارنمایاں انجام دیئے ہوں، اور جن کی زندگیاں "کمالات کا مرکز" ثابت ہوئی ہوں، انسان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جب کسی کام کو شروع کرے تو پوری توجہ و انہماک سے اس کو انجام دے، اور شور و ہنگاموں کے مقامات سے دور ایسی جگہ رہے جہاں ایسے مناظر نہ ہوں جو اس کے کام سے بے پرواہ کر دیں، اور نہ ان میں ایسی دلچسپیاں ہوں جو اس کے عمل میں رکاوٹ کا باعث ہوں۔

دوسری بات کا علاج:

پس اگر اس نے اس طرح کام شروع کر دیا تو اس نے کامیابی کا ایک کافی حصہ طے کر لیا، اس کے بعد اس کا فرض ہے کہ اس میں لگا رہے، اور عزم قوی اور مضبوط ارادہ کے ساتھ لگا رہے۔ اور انسان اس عمل کے لئے "باہمت" رہتا ہے جو اس کے نفس کے ساتھ مطابق اور اس کے قلب کے رجحانات کے موافق ہو، یعنی اس میں اس کے کرنے کے لئے استعداد و رجحان طبع موجود ہو، اور اس کو سودمند سمجھتا، اور اس سے محظوظ ہوتا ہو کیونکہ اکثر "ناکامی" اور "ملال" کے اسباب "عمل" کے اس "غلط انتخاب" ہی کی بدولت پیش آتے ہیں۔

فراغت کے اوقات:

اپنے "خالی" اور "فارغ" وقت کا عمدہ استعمال بھی زندگی کے ان اہم مسائل میں سے ہے جس کی طرف توجہ اور فکر و غور کی ضرورت ہے، اس لئے کہ اس عدم توجہ کی بنا پر ہماری عمر کا اکثر حصہ یونہی برباد جاتا ہے اور ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ فراغت کے اوقات کو کس طرح گزاریں۔

لڑکے عموماً اس وقت کو "گلی کوچوں" اور "بازاروں" میں گھوم پھر کر گنوا دیتے ہیں، جوان اور بوڑھے قہوہ یا چائے نوشی، کے ان مقامات میں گزار دیتے ہیں جہاں نہ صاف ہوا گزر، نہ خوشگوار منظر، اور نہ کوئی بدنی یا عقلی ورزش کا سامان میسر، ان کا بہت زیادہ وقت لاطائل باتوں، اور غیر مفید کھیلوں میں ختم ہو جاتا ہے گویا اس طرح "وقت کو برباد" کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حالانکہ "کام" کے اوقات پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے، اس لئے کہ جو شخص اپنی تفریح کی زندگی سے ناآشنا ہے وہ "کام کی زندگی" سے بھی بے بہرہ ہی رہتا ہے یہ

کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اس "بربادی اوقات کا سب سے بڑا سبب غالباً "قوم" اور "حکومت" کا عدم تعاون، اور غفلت ہے کہ انھوں نے مختلف "محلوں" میں جسمانی ورزشوں کے لئے مجلسیں قائم نہیں کیں، پس اکثر محلوں اور قبیلوں میں "پارک" یا "اخلاقی سوسائٹی" نہیں پائی جاتیں جن میں وہ تفریحی مشاغل کر سکیں، اس لئے ان کے سامنے "سڑک" اور "قہوہ خانہ" کے علاوہ دوسرا کوئی منظر ہی نہیں ہے۔

"حکومت" اور "قوم" کا بہت بڑا فرض ہے کہ وہ افراد قوم کے لئے وہ "تفریحی اخلاقی مجالس" "باغات و پارک" "مکاتب و مدارس" اور "لائبریریاں" ہر محلہ اور ہر "قبیلہ" میں قائم کرے۔

یہ بات کبھی فراموش نہ کرنی چاہئے کہ "قوم" میں جہالت اور صحیح تربیت کا فقدان، اس کے ذوق کو خراب اور تباہ کر دیا کرتے ہیں، اور یہی سبب ہے کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک "محلہ" یا "شہر" میں قہوہ خانہ، باغ، پارک لائبریری، تفریح گاہ سب موجود ہیں مگر اس کے باوجود صرف "قہوہ خانہ" "ہوٹل" یا سینما، جیسے فضول مقامات زائرین سے آباد ہیں اور باقی تمام مقامات خالی ہیں یا ان میں خال خال آدمی نظر آتے ہیں۔

اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ ہماری گھریلو زندگی اس قدر خراب ہوگی ہے کہ مردوں کو گھر کے نام سے وحشت ہوتی ہے اور وہ وقت گزارنے کے لئے یونہی پڑے پھرتے ہیں۔ حالانکہ عام مجالس کے مقابلہ میں کہ جہاں وہ وقت گزارتے ہیں۔ باعزت اور ہر طرح قابل احترام یہی "گھر کی زندگی" ہے۔ اور اس گھریلو زندگی کی خرابی کا بڑا سبب "افلاس و فقیری، اور زن و شو کے باہمی حقوق، اور دینی و دینوی علوم سے جہالت ہے۔ ان ہی دونوں قسم کی جہالت نے اس پاک زندگی کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

فرصت کے اوقات کو کس طرح گزارے؟

(۱) سب سے پہلی "چیز" جس میں فرصت کا وقت گزانا چاہئیے کھلی فضا، صاف ہوا، میں مختلف قسم کی ورزشیں تفریحیں ہیں اس لئے کہ یہ تندرستی کو بڑھاتیں، نفس انسانی کو تروتازہ بناتیں، اور اس کو "عمل" کا شائق کرتی ہیں۔

(۲) کتاب۔ فرصت کے بعض اوقات میں "کتاب" بھی انسان کے لئے ایک عمدہ ریاضت ہے، اور اس میں مزدور، نوکر، پیشہ، طبیب، اور مہندس وغیرہ سب برابر ہیں، کتاب ایک بہترین دوست اور رفیق ہے اس لئے از بس ضروری ہے کہ ہر "محلہ" میں کتب خانہ اور "لائبریری" ہونا چاہیے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یہ سیکھیں کہ "کتاب کا مطالعہ" کس طرح کرنا چاہئے کیونکہ اس کے سیکھے بغیر کتاب پڑھنے کا فائدہ ضائع ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کتاب کے پسند کرنے میں فکر و سوچ سے کام لیں یا کسی صاحب الرائے کی رہنمائی حاصل کریں، پس جب اس مرحلہ کو پورا کر لیں اور اس کو پڑھنا شروع کر دیں تو اب ہم کو اسے چھوڑنا نہ چاہئے، اور مشکلات اور تھکن کی پرواہ کئے بغیر اس کے مطالعہ میں مصروف رہنا چاہئے حتی کہ ہم اس کو ختم کر لیں۔

اور ایک صفحہ سے اس وقت تک دوسرے صفحہ کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے جب تک کہ ہم اس

کے مضمون کو دل نشین نہ کر لیں، اور ہماری عقل اس کو ہضم کر کے اپنی ملک نہ بنا لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

تم کو علم کا نگہبان اور اس کے لئے صاحب عقل و فہم ہونا چاہیئے محض ناقل و راوی نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ علم کا ہر ایک دانا فہمیدہ تو راوی بھی بن سکتا ہے لیکن ہر ایک راوی و ناقل اس روایت کے فہم و معنی کا حامل نہیں ہو سکتا۔

اور ایک دانا کا مشہور قول ہے کہ

علم اس وقت تک اپنا ایک حصہ بھی کسی کو عطا نہیں کرتا جب تک حاصل کرنے والا اپنا سب کچھ اسکے حاصل کرنے میں قربان نہ کردے۔ اور "رسکن" کہتا ہے "کبھی تم انگلستان کے تمام کتب خانوں کو پڑھ ڈالو گے مگر اس کے بعد جیسے تھے ویسے ہی رہو گے گویا کچھ پڑھا ہی نہیں لیکن اگر دس صفحات بھی غور سے کسی اچھی کتاب سے پڑھ لو گے تو کسی نہ کسی درجہ میں "متعلم" کہلا سکو گے۔"

اور "چیون لوک" کا قول ہے۔ زیادہ پڑھنا مفید نہیں ہے، بلکہ پڑھے ہوئے کو سمجھ کر عقل بڑھانا اصل شے ہے بس جو کچھ ہم پڑھتے ہیں "اس میں فکر و غور" اسکو ہمارے نفس کا جزء بنا دیتے ہیں۔ ہماری فطرت بھی اسی کی متقاضی ہے کہ ہم نظر و فکر سے کام لیں اور یہ کافی نہیں ہے کہ ہم اپنے نفس کو زیادہ معلومات سے ثقیل کر کے بے مزہ بنا دیں اس لئے کہ جو چیز ہم چبا نہ سکیں اور ہضم نہ کر سکیں، وہ ہماری غذا نہیں بن سکتی اور نہ وہ ہماری قوت کا باعث ہو سکتی ہے۔

(۴) اخبارات و رسائل۔ فرصت کا کچھ وقت، اخبارات کے مطالعہ میں صرف ہونا چاہیئے اور یہ صرف اوقات کے ابواب میں سے ایک بہتر "باب" ہے۔ "اخبارات" افکار و حوادث سے مطلع کرتے، اور عقل و شعور میں تیزی پیدا کرتے ہیں، ان ہی کی بدولت انسان روزمرہ کی زندگی پر عبور کرتا اور اپنے گرد و پیش سے باخبر رہتا ہے۔ تاہم ان کا اس قدر عاشق نہ ہونا چاہیئے کہ ان کے مطالعہ میں دوسرے فرائض سے بھی فارغ ہو جائے۔

(۵) اوقات فرصت میں دوسری مشغولیتوں کے علاوہ ایک بہترین مشغلہ یہ ہے کہ انسان کسی مفید کام کا "عاشق" و شیدائی بن جائے، مثلاً پرندوں کی تربیت، درختوں اور پھولوں کی تربیت، مختلف زمانوں کے آثار کی تفتیش، اور ان میں سے ایک دوسرے کے درمیان جوڑ لگانے کی کوشش، اس لئے کہ ان مشاغل میں بہت لذت آتی ہے اور ان کا فائدہ بھی بہت زیادہ ہے۔

فرصت کی گھڑیوں کی سب سے زیادہ بربادی "قہوہ خانوں" "عام محفلوں" اور "مجلسوں" میں وقت گزارنا ہے، دن میں اگر ایک گھڑی بھی کسی نے ان بیکار مقامات میں گزار دی بلاشبہ اس نے سال کے پندرہ روز شب برباد کر دئے، گویا دس سال میں پانچ مہینے ضائع کر دئے، اور یہ مدت کسی زبان کے جدید لغت یا علم کی معرفت، یا علم کے حصہ وافر کو حاصل کرنے کے لئے کافی و وافی ہے، تو اب ان لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ جو روزانہ دو یا تین گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت ان بیہودہ لایعنی مشاغل میں صرف کرتے اور عمر عزیز کو ضائع کرتے ہیں۔ (اخلاق اور فلسفہ اخلاق)

تحریر: مولانا عبدالحق چوہان رحمہ اللہ

حضرت ابان بن سعید الاموی رضی اللہ عنہ

یوم دوشنبہ یکم ذوالقعدہ سنہ ۶ ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض عمرہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ تقریباً پندرہ صد مہاجرین و انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ قریش مکہ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے لڑائی کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کر دیا اور بطور مقدمتہ الجیش خالد بن ولید کو دو صد سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی جب ان جنگی تیاریوں کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ تبدیل کر کے مقام حدیبیہ تک پہنچ گئے۔ جو کہ مکہ مکرمہ سے ۹ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ حدیبیہ دراصل ایک کنوئیں کا نام ہے۔ اسی مناسبت سے اس مقام کو بھی حدیبیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں قیام کیا اور خراش بن امیہ خزاعی کو اپنا سفیر بنا کر سرداران قریش کی طرف روانہ کیا کہ ہم عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں، لڑائی اور جنگ ہمارا مقصد نہیں۔ جب یہ مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے ان کو قتل کرنا چاہا، لیکن بعض لوگوں نے قریش کے اس ارادہ کو مکمل نہ ہونے دیا۔ یہ واپس آ گئے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفیر بنانے کا قصد فرمایا لیکن مشورہ کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نام تجویز کیا گیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بطور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر مکہ تشریف لے گئے۔ تو ابان بن سعید نے آپؓ کو پناہ دے دی۔ اور اپنے گھوڑے پر انہیں سوار کیا اور آپؓ سے کہا کہ آپ جہاں جانا چاہیں تشریف لے جائیں۔ اور کسی سے خوفزدہ نہ ہوں۔

حضرۃ ابان بن سعید صلح حدیبیہ کے بعد جلد ہی اسلام سے مشرف ہوئے۔ کیونکہ فتح خیبر سے قبل ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک مہم میں روانہ کیا۔ اور حضرت ابان بن سعید مال غنیمت لیکر خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیان صرف تین ماہ کا عرصہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ صلح حدیبیہ کے بعد جلد ہی اسلام لائے۔ سن ۹ ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو بحرین سے معزول کر کے ان کی جگہ حضرۃ ابان بن سعید کو بحرین کے خشکی اور سمندری تمام معاملات پر عامل مقرر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضرۃ ابان بن سعید بحرین کے عامل رہے۔ اس کے بعد جب حضرۃ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سریر آراء خلافت ہوئے تو آپؓ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ کے تحت شام کے محاذ جنگ پر روانہ ہو گئے۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپؓ سنہ ۱۳ ھ کو اجنادین میں شہید ہوئے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ سنہ ۱۵ ھ کو آپؓ کی شہادت ہوئی۔

حضرت ابان بن سعید کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے "المصباح المضی" میں، حافظ ابو عمر بن عبدالبر نے "الاستیعاب" میں، حافظ ابن کثیر دمشقی نے "البدایہ والنہایہ" میں اور علامہ ابوالفتح محمد بن محمد، ابن سید الناس اندلسی اشبیلی نے "عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر" میں کاتبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار کیا ہے۔ خاندانی اور قبائلی اعتبار سے ان کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنو امیہ سے ہے۔

حافظ عزیز الرحمن خورشید

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا

نام: عائشہ، کنیت: ام عبد اللہ لقب: صدیقہؓ، حمیرا۔
والد محترم: افضل البشر بعد الانبیاء خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔
والدہ محترمہ: کنیت ام رومانؓ، نام زینب۔
ولادت: بعثت نبوی سے پانچ برس قبل۔ (۱)
عقد نبوی: مکہ میں پندرہ سال کی عمر میں
رخصتی: مدینہ میں اٹھارہ سال کی عمر میں
وفات: ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ۔

آپ کا سلسلہ نسب والد محترم کی جانب سے سات اور والدہ محترمہ کی جانب سے گیارہ واسطوں سے پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

آپ ان برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں سنی، خود فرماتی ہیں، "جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا (ہوش سنبھالا) ان کو مسلمان پایا" (۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سید خدیجہ کا جب وصال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا دھچکا لگا۔ آپ نے اس سال کو "عام الحزن" قرار دیا۔ یہ امر واقع ہے کہ وفا شعار بیوی کی رحلت سے ایک دفعہ گھر کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے سیدہ خدیجہؓ کی وفاداری کسی سے پوشیدہ نہیں انہوں نے ان دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا جب آپ کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بہت بڑا جرم گردانا جاتا تھا۔ لاکھوں سلام ہوں اماں خدیجہؓ پر کہ انہوں نے ہر قسم کی قربانی دے کر اسلام کی دولت حاصل کی یہ وہ خوش قسمت اور سعادت مند خاتون ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کیا۔ ایسی خاتون کہ جس نے اس وقت آپ کو حوصلہ دیا جب دنیا میں آپ کو حوصلہ دینے والا کوئی نہ تھا اس کا دنیا سے چلا جانا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بھاری صدمہ تھا۔ آپ اس حادثہ کی وجہ سے بالعموم افسردہ خاطر رہتے تھے بعض صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح ثانی کا مشورہ دیا۔ آپ نے صحابہ کے اس مشورہ کے پیش نظر اپنے رفیق خاص سیدنا صدیق اکبرؓ کو ان کی لخت جگر سیدہ عائشہؓ کے لئے

(۱) تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ "حیات ام المؤمنین" از میاں محمد سعید کراچی۔ "صدیقہ کائنات" از فیض عالم صدیقی۔ "عائشہ صدیقہ کا عقد" ادارہ احناف کراچی (۲) بخاری

پیغام دیا۔ "اللہ اللہ! آج اس خواب نبوی کی تعبیر سامنے آرہی ہے کہ جس میں جبرئیل امین آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی کپڑے میں سیدنا عائشہؓ کی تصویر پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے"۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کی (فداہ ابی وامی) میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ اور عائشہ آپ کی بھتیجی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے فرمایا: ابو بکرؓ تو میرا دینی بھائی ہے حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ بات سنی تو تیار ہو گئے۔ اس وقت سیدہ کی عمر پندرہ سال تھی حضرت عائشہ کب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور کب رخصتی ہوئی اس سلسلے میں بہت کچھ کہا اور سنا گیا ہے۔ کئی حضرات کہتے ہیں کہ سات سال کی عمر میں نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی۔ ان حضرات کو حضرت صدیقہؓ کی اپنی اس روایات پر غور کرنا چاہیے جس میں آپ فرماتی ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ (القمر ۴۶)

آیات نازل ہوئیں تو میں ان دنوں بچی تھی اور کھیلتی پھرتی تھی"۔

یہ آیات سورۃ القمر کی ہیں جو مکی سورت ہے اور اس کا زمانہ نزول ۵ نبوت ہے قرآنی آیات کے نزول اور ان کے متن کو یاد کرنے کے لئے کم از کم ہوش و حواس والی عمر تو ہونی چاہیے اور بچپن کی عمر میں ہوش و ہواس کب قائم ہوتے ہیں اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ۱۰ نبوی میں سیدہ خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ ۵ نبوی میں آیات مذکورہ بالا کا نزول ہوا آیت مذکورہ بالا کا نزول کے وقت اس روایات کی روشنی میں اگر آپ کی عمر کا تجزیہ کیا جائے تب بھی چار پانچ سال ہونی چاہیے کہ ان آیات کا زمانہ نزول ان کو یاد رہا۔ اور یہ آیات بھی یاد ہو گئیں اس روایت اور سیدہ خدیجہؓ کے سن وفات کو سامنے رکھ کر بھی اگر سیدہ صدیقہؓ کی عمر کا تجزیہ کیا جائے تو بھی سات سال کی عمر میں نکاح اور نو سال کی عمر میں رخصتی سمجھ میں نہیں آتی۔

رخصتی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں آپ کا نکاح ہوا کچھ عرصہ آپ اپنے میکے میں رہیں ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائیں تو آب و ہوا کی تبدیلی کے پیش نظر آپ بیمار ہو گئیں۔ بیماری کے سبب آپ کافی کمزور ہو گئیں۔ جب آپ صحت یاب ہوئیں تو ۲ھ میں آپ کی رخصتی کا انتظام کیا گیا۔ رخصتی کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ پانچ سو درہم حق مہر ادا کیا گیا۔ سیدہ صدیقہؓ کا حضور علیہ السلام سے نکاح ماہ شوال میں ہوا۔ اور رخصتی بھی ماہ شوال میں ہوئی۔ عرب میں ایک مرتبہ ماہ شوال میں طاعون کی بیماری پھیلی تھی۔ اس وقت سے عرب میں بسنے والے باشندے اس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے۔ حضرت صدیقہؓ کے اس ماہ میں نکاح اور رخصتی کی وجہ سے لوگ بھی شادیاں کرنے لگے۔ اس طرح قدیم عرب میں دستور تھا کہ منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں تھی۔ حضور علیہ اسلام اور سیدنا ابو بکرؓ کا بچپن ہی سے آپس میں پیار تھا۔ اس شادی نے اس مصنوعی پابندی کا خاتمہ کر دیا

وفات: نصف صدی تک عالم اسلام کو منوّر کرنے کے بعد ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ میں آپ اس دارفانی سے کوچ کر گئیں۔ نماز وتر کے بعد اپنی جان خالق کے سپرد کی۔ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی۔ اور جنت البقیع میں آپ کو دیگر امہات المومنینؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ کسی دوسرے جنازہ میں نہیں دیکھا گیا۔

سیدہ ام سلمہؓ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ "عائشہ کے لیے جنت واجب ہے۔ وہ آنحضرتؐ کی سب سے پیاری بیوی تھیں"۔

ابنِ عمرؓ نے فرمایا: "جس جس کی وہ ماں تھیں اسی کو ان کا غم تھا"۔

ابنِ عباسؓ نے فرمایا: "خدا نے احکام تیمم کی سہولت آپ کی بدولت عطا فرمائی۔ اور آپ کی شان میں قرآنی آیات کا نزول ہوا۔ یہ آیتیں ہر محراب و مسجد میں تلاوت کی جاتی ہیں"۔

السلام علیک، السلام علیک

مادرِ مومناں السلام علیک

فضائل و مناقب: سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے انفرادی مناقب اتنے بے حد و حساب ہیں کہ انکا شمار مشکل ہے۔ ان میں چند واقع اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہیں۔ جن سے سیدہ صدیقہ کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

افک: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (النور ۱۱)

بے شک جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں، تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے"۔

یہ آیت اور اس سے اگلی آیات (آیت نمبر ۱۱ تا ۲۱) صرف ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی، عظمت اور عزت و وقار کے تحفظ کے لئے نازل ہوئی تھیں۔ آپ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے کہ عرش سے اللہ کریم نے ان کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا۔ یہ اتنا بڑا اعزاز ہے جو تاریخ عالم میں کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ بقول مفسر قرآن حضرت ابنِ عباس کہ آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں، جو ہر محراب و منبر پر، شب و روز تلاوت کی جاتی ہیں"۔ **ذالک فضل اللّٰہ یوتیه من یشأ**

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

واقعہ افک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زندگی کا بڑا اہم واقعہ ہے۔ مفسرین و محدثین نے اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ھ میں غزوہ بنی المصطلق کے لئے تشریف لے گئے۔ امہات المومنین میں سے عائشہ صدیقہؓ آپ کے ہمراہ تھیں۔ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ غزوہ سے فراغت کے بعد واپسی پر سیدہ صدیقہؓ قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں دیر

ہو گئی۔ قافلہ جا چکا تھا۔ حضرت عائشہؓ کے جمّال نے یہ سمجھ کر کہ حضرت عائشہؓ ہودج (کجاوا) میں سوار ہو گئی ہیں۔ چل پڑا۔

قافلہ اپنی جگہ سے جا چکا تھا۔ آپ اس جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں۔ بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور آپ چادر اوڑھ کر سو گئیں۔

حضرت صفوانؓ بن معطل جن کی ڈیوٹی تھی کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں تاکہ قافلہ والوں کی گری پڑی چیز کو سنبھال لیں۔ آپ صبح کاذب کے قریب وہاں پہنچے۔ دیکھا کوئی آدمی سو رہا ہے۔ قریب آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ ہیں۔ حضرت صفوانؓ کی زبان سے اناللہ وانا الیہ راجعون نکلا۔ ان کی آواز سے حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوانؓ نے اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا۔ آپ ہودج (کجاوا) میں سوار ہو گئیں۔ حضرت صفوانؓ اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ پا چلنے لگے۔ یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔

عبداللہ بن ابی بڑا خبیث الفطرت، منافق اور دشمنِ رسول تھا اس کو موقع ہاتھ لگا اس واقعہ کی آڑ میں حضور علیہ السلام کے گھرانے کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔

سفر سے واپس آ کر سیدہ عائشہ صدیقہؓ گھر کے کام کاج میں لگ گئیں انہیں کچھ خبر نہ تھی کہ منافقین نے ان کے بارے میں کیا پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے کچھ سفر کی تھکاوٹ تھی اور کچھ منافقین کی بے ہودگی کا اثر، ادھر حضور علیہ السّلام کا وہ لطف و کرم نہ تھا جو پہلے ہوتا تھا کیونکہ آپ تک بھی یہ بات پہنچ گئی تھی حضرت عائشہؓ نے ان حالات کے پیشِ نظر آپ سے اجازت لی اور اپنے میکے چلی گئیں، مقصد یہ تھا کہ اس سلسلہ میں والدین سے مشورہ کروں۔ حضرت عائشہ کے میکے جانے کے بعد پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر اس قصے کی تحقیق فرمائی جس سے بھی آپ نے دریافت فرمایا اسی نے عائشہؓ کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے تو کمال ہی کر دیا حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ عائشہؓ سے آپ نے نکاح اپنی مرضی سے کیا تھا یا خدائی حکم تھا؟ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ عمرؓ! پیغمبر کا کوئی کام اشارۂ الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا فاروق اعظم کی زبان سے بے ساختہ "سبحانک ھذا بھتان عظیم" نکلا۔

حضرت عمرؓ نے دربار رسالت میں جوں ہی عائشہؓ کی پاک دامنی بیان کی، اللہ تعالیٰ نے فوراً بذریعہ جبرئیل امین حضرت عمرؓ کی اس بات کی توثیق فرما دی۔

اس واقعہ کی تحقیق کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ "میرے گھر والوں کے معاملہ میں عبداللہ بن ابی کی ذات سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے ادھر بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے اوس اور خزرج کے قبائل کا آپس میں الجھنے کا خطرہ پیدا ہو گیا آپ نے دونوں قبیلوں کو ٹھنڈا کیا اور وہ خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ پر ان چہ میگوئیوں کا بڑا اثر تھا۔ آپ مسلسل رو رہی تھیں۔ آپؓ کے والدین کو ڈر تھا

کہ کہیں اسی رونے کی وجہ سے عائشہؓ کا کلیجہ نہ پھٹ جائے۔ حضور علیہ السلام نے جب سے یہ بات سنی تھی آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف نہیں لائے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور فرمایا عائشہؓ تمہارے بارے میں یہ باتیں مجھ تک پہنچی ہیں اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں بری کر دیں گے۔ اور اگر تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو اللہ سے توبہ و استغفار کرو۔ وہ یقیناً معاف فرما دے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ اپنا کلام پورا فرما چکے تو میرے آنسو خشک ہو گئے۔ میں نے اپنے ابا سے عرض کیا تو انہوں نے معذرت کی کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں، پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا تو انہوں نے بھی عذر کیا۔ آخر کار میں نے خود حضور علیہ السلام کو جواب دیا۔ سیدہ صدیقہؓ نے جو کچھ پیغمبر دو عالم سے عرض کیا وہ بڑا ہی عاقلانہ اور فاضلانہ جواب تھا۔ آپ نے عرض کیا:۔

"بخدا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ نے اس بات کو سنا اور سنتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے دل میں بیٹھ گئی اور آپ نے اس کی عملاً تصدیق کر دی۔ اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں اس سے بری ہوں جیسا کہ اللہ جانتا ہے کہ واقعی میں بری ہوں تو آپ میری تصدیق نہ کریں گے اور اگر میں ایسے کام کا اعتراف کر لوں جس سے میرا بری ہونا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو آپ میری بات مان لیں گے۔ واللہ اب میں اپنے اور آپ کے معاملہ کی کوئی مثال بجز اس کے نہیں پاتی جو یوسف علیہ السلام کے والد یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی غلط بات سن کر فرمائی تھی کہ میں صبرِ جمیل اختیار کرتا ہوں۔ اور اللہ سے اس معاملہ میں مدد طلب کرتا ہوں۔ جو تم بیان کر رہے ہو"۔

حضرت عائشہؓ اتنی بات کر کے الگ بستر پر جا کر لیٹ گئیں اور فرمایا کہ جیسا کہ میں فی الواقع بری ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری برأت کا اظہار بذریعہ وحی ضرور فرمادیں گے، لیکن یہ بات میرے وہم وگمان میں نہ تھی میرے معاملہ میں قرآن کی آیات نازل ہوں گی جو ہمیشہ تلاوت کی جائیں گی"۔ سیدہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والدین ابھی مجلس سے نہیں اٹھے تھے کہ آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس کیفیت کے ختم ہونے پر آپ ہنستے ہوئے اٹھے اور فرمایا:

"البشریٰ یا عائشہ اما اللہ فقد ابراک"۔

"اے عائشہ خوش خبری سنو! اللہ نے تمہیں بری کر دیا"۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں اس معاملہ میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے بری فرمایا۔

منافقین کے جھوٹ کی قلعی کھل گئی۔ حضرت عائشہ کی پاک دامنی کی گواہی خود اللہ کریم نے دے دی۔ اور تا قیامِ قیامت پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والے اوباش لوگوں کے واسطے حد مقرر فرما دی۔ جس کو شرعی اصطلاح میں حد قذف کہا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حد قذف جاری فرمائی۔ عبداللہ بن ابی منافق جس نے اصل تہمت گھڑی تھی اس پر دوہری حد جاری کی گئی۔

مشہور مصنف علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اگر پورے قرآن میں تلاش کیا جائے تو کسی کے لیے کوئی وعید اتنی سخت نازل نہیں ہوئی جتنی حضرت عائشہؓ پر تہمت تراشنے والوں کے حق میں نازل ہوئی، چار اشخاص کو چار کے ذریعے سے پاکی عنایت کی گئی۔

۱۔ یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے گھر کے ایک فرد (بچہ) کی شہادت کی وجہ سے۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی تہمت سے اس پتھر کے ذریعے جو آپ علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا۔

۳۔ سیدہ مریم علیہا السلام کو انہی کے بچے (عیسیٰ علیہ السلام) کی شہادت کی وجہ سے

۴۔ سیدہ عائشہؓ کو ان مذکورہ آیات کے ذریعے۔

بقول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کہ: ''اوروں پر جب تہمت لگی تو اللہ نے مختلف ذریعوں سے ان کی برأت کی اور جب اماں عائشہؓ پر تہمت لگی تو خود اللہ عدالت کے کٹہرے میں بطور صفائی کے گواہ آ گیا۔ اور بڑے زور دار لفظوں میں فرمایا: ھذا بھتان عظیم۔

علامہ بیضاویؒ نے سبحٰنک ھذا بھتان عظیم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی کا اظہار اتنی موکد عبارتوں میں محض منصب رسول کی عظمت بیان کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کو بالا اور اعلیٰ بنانے کے لئے کیا گیا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ''اس سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت عائشہؓ کی عظمت و شان کا اظہار مقصود ہے۔ مفسرین نے

وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (النور ۲۶)

کے تحت لکھا ہے کہ گندے کلمات جیسے کلمہ کفر، جھوٹ، صحابہؓ اور اہل بیتؓ کو برا کہنا، پاک دامن عورتوں پر زنا کا بہتان رکھنا اور اس جیسی دوسری باتیں ناپاک آدمیوں جیسے عبداللہ بن ابی وغیرہ کے لئے ہی جچتی ہیں۔ وہی ایسی باتیں کہہ سکتے ہیں۔ پاک لوگ ایسا کلام زبان سے نہیں نکال سکتے گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔ پاک مرد پاک عورتوں کے لئے، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ پاک ہیں اس لئے اللہ نے ان کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے لئے منتخب فرمایا۔ اماں عائشہؓ افترا پردازوں کی الزام تراشیوں سے پاک ہیں۔ اگر عائشہؓ پاک نہ ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بننے کے اہل نہ ہوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو ناپسند ہے کہ میں سوائے جنتی کے کسی اور سے نکاح کروں۔

تیمم کا حکم:۔ جس طرح اللہ رب العزت نے حضرت صدیقہؓ کی وجہ سے قیامت تک کے لیے عورتوں کی عزت و حرمت کی حفاظت کے واسطے ایک ضابطہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ کی وجہ سے اللہ کریم نے

اُمت محمدیہ کو ایک اور سہولت عطا فرمائی، وہ یہ کہ ایک اور سفر میں آپ کا یمنی بار گم ہو گیا۔ اس بار حضرت عائشہؓ نے حضور علیہ السلام کو فوراً خبر کر دی۔ قافلہ آگے بڑھنے لگا رک گیا۔ صحابہؓ کرام آپ کا بار تلاش کرنے لگے۔ اس مقام پر پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ فجر کی نماز کا وقت آ گیا۔ لوگ پریشان ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں آئے، حضرت ابوبکرؓ غصہ کی حالت میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ اور فرمایا عائشہؓ تو روز روز کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی کر دیتی ہے۔ حضور علیہ السلام حضرت عائشہؓ کی گود میں آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی آواز کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔ اور تیمم کا حکم اس طرح نازل ہوا۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (مائدہ)

''پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو''۔ یہ خوشخبری سنتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اور لوگ حضرت عائشہؓ کو دعائیں دینے لگے۔

حضرت اسیدؓ بن حضیر نقیبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اے ابوبکرؓ کی بیٹی! اسلام میں یہ تیری پہلی برکت ہے'' (بخاری)''

حضرت ابوبکرؓ نے تیمم کا حکم سن کر فرمایا کہ بیٹی مجھے خبر نہ تھی کہ تو اتنی بابرکت ہے کہ تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت بڑی سہولت عطا فرما دی۔

واقعہ ایلا:

حضور علیہ السلام کے گھر میں دو دو مہینے تک آگ نہیں جلتی تھی۔ آپ کی ازواجِ مطہرات بڑے بڑے گھرانوں کی لڑکیاں تھیں۔ جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو ایک دن تمام بیویوں نے اپنے کھانے اور کپڑے میں اضافے کی درخواست کی، حضرت ابوبکرؓ کو معلوم ہوا تو آپ حضرت عائشہؓ کو ناراض ہوئے۔ آپ نے جواب دیا۔ ''ابا جان! آپ فکر نہ کریں، میں حضورِ علیہ السلام کو زحمت نہیں دوں گی''۔ ازواجِ مطہرات اپنے مطالبے پر قائم رہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنجیدہ ہو کر ایک ماہ کیلئے تمام بیویوں سے علیحدہ رہنے کا عہد کر لیا۔ جوں ہی انتیس دن گزرے، آپ سب سے پہلے سیدہ صدیقہؓ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ حضرت صدیقہؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے تو ایک مہینہ کا عہد فرمایا تھا۔ ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر جواب دیا۔ ''عائشہ! مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر سورۂ احزاب کی آیات ۲۸ - ۲۹ نازل ہوئیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بختوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے''۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جوں ہی یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اظہار و اعلان کی ابتداء مجھ سے فرمائیں۔ اور آیات سنانے سے پہلے فرمایا کہ عائشہؓ اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کی یہ خاص نظر عنایت تھی کہ مجھے والدین سے مشورہ کیے بغیر اظہار رائے سے منع فرمایا۔ میں نے جب یہ آیت سنی تو فوراً عرض کیا کہ میں اس معاملہ میں والدین سے مشورہ لینے جاؤں؟ میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ سیدہ عائشہؓ کے اس جواب کے بعد تمام ازواجِ مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی جواب دیا کہ ہم دنیا کی فراخی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے مقابلے میں رد کرتی ہیں۔

ان خصوصی واقعات کے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات حضرت عائشہؓ کو نصیب ہوئیں۔ جن پر حضرت عائشہؓ کو ناز تھا۔

جب میں نے سیدہ حوا علیہا السلام سے لے کر آج تک کی عورتوں کی تاریخ کا جائزہ لیا تو جو خصوصیات مجھے اماں عائشہؓ میں ملیں وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی عورت کو بھی نصیب نہیں ہوئیں۔

- صرف آپ کا نکاح حضور علیہ السلام سے کنواری حیثیت میں ہوا۔
- جبریل امین نے آپ کو سلام کہا۔
- عائشہؓ کے بستر پر جب حضور تھے تو آپ پر وحی نازل ہوئی۔
- وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپؓ کی گود میں تھا۔
- آپ نے آخری وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دانتوں سے مسواک چبا کر دیا۔
- آپ کا حجرہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بنا۔
- آپ سے مغفرت اور رزق کریم عطا فرمانے کا وعدہ ہوا۔
- آپ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ اوّل کی صاحبزادی تھیں۔
- آپ صدیقہؓ طاہرہ تھیں۔
- صحابیات اور امہات المؤمنین میں سب سے زیادہ احادیث آپ سے مروی ہیں۔
- روایاتِ حدیث میں آپ کا چھٹا نمبر ہے۔
- آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔
- آپ کے فرمودات شریعت اسلامیہ کے اندر مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- آپ کے وجودِ باسعود کی برکت سے عورتوں کے لئے ہدایات اور رہنمائی کا ذخیرہ مسائل کی شکل میں منتقل ہوا۔

* جنگ بدر میں آپ کے دوپٹے کا حضور علیہ السلام نے پرچم بنایا۔
* آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جلیل القدر صحابہ آپ سے ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات دریافت کرتے تھے۔
* آپ کے خصوصی شاگردوں کی تعداد دو سو ہے۔

سیدہ صدیقہؓ، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں:

* حضرت ام سلمہؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مجھ پر کسی بیوی کی خواب گاہ میں وحی نازل نہیں ہوئی سوائے عائشہؓ کے۔
* سیدہ فاطمہؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے بیٹی! جس سے میں محبت کروں کیا تم اس سے محبت نہ کرو گی؟" حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ "اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" پھر تم بھی عائشہؓ سے محبت کرو"۔
* حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضور علیہ السلام سے پوچھا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہؓ" آپ نے عرض کی کہ حضور میری مراد مردوں میں ہے "آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ عائشہؓ کا باپ ابوبکرؓ ہے"۔
* عائشہؓ کو عورتوں میں اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو باقی کھانوں پر۔

سیدنا علیؓ کی نگاہ میں:

* آپ کو اطلاع ملی کہ دو آدمیوں نے حضرت عائشہؓ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ آپ نے ان دونوں کو طلب کر کے سو سو دُرّوں کی سزا دی۔
* سیدہ عائشہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں۔

علمی مقام:

اگر تمام مردوں کا علم ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور اس کے ساتھ امہات مطہرات کا علم بھی شامل کر دیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم ان کے مجموعی علم سے زیادہ نکلے گا۔ (امام زہریؒ)

* شرافت نسبی کے اعتبار سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ سب سے افضل ہیں۔ سابقیت اسلام کے لحاظ سے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے بزرگ ہیں لیکن اگر علمی کمالات دینی خدمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کی نشر و اشاعت کی فضیلت کا پہلو سامنے ہو تو ان میں صدیقہ کبریٰؓ سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا۔ (علامہ ابن قیم)

محمد عطاء اللہ صدیقی

این جی اوز مافیا کی بوکھلاہٹ

این جی اوز مافیا کی اسلام دشمن اور وطن دشمن سرگرمیوں کے متعلق جوں جوں خبریں شائع ہو رہی ہیں، توں توں صیہونی لابی کے ایجنڈے پر عمل پیرا اس مافیا کی بوکھلاہٹ میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

"ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستان کی غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے خلاف مذہبی جماعتوں کے بڑھتے ہوئے جارحانہ رویے کے پیش نظر انہیں تحفظ فراہم کیا جائے، انہوں نے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ۲۵ سے زائد این جی اوز کے نمائندوں نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کٹر مذہبی تنظیموں کی جانب سے روشن خیالی کے منصوبے کے خلاف مسلسل دیئے جانے والے بیانات کی مذمت کی۔ ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ ذرائع ابلاغ بھی ان کے شر پسند ایجنڈے کو ہوا دیتے ہیں۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ ان عناصر کے بیانات کے ذریعے ملک کے عوام کو گمراہ اور این جی اوز کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ ان تنظیموں کے نمائندوں نے حکومت پر الزام عائد کیا ہے کہ توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی پر اس کے شدت پسندوں سے پسپا ہو جانے کے بعد این جی اوز کے خلاف ان جماعتوں کے ردعمل میں شدت پیدا ہوئی ہے، انہوں نے کہا کہ خواتین اور اقلیتوں کے لئے کام کرنے والوں کے خلاف زیادہ توہین آمیز لہجہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے الزام عائد کیا ہے کہ روز بروز بڑھتے ہوئے مذہبی گروہ اور ان کے مدرسے کسی اور ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں" (روزنامہ جنگ، ۲۵ جون ۲۰۰۰ء)

۲۵ جون ہی کے ایک انگریزی روزنامہ ڈان میں تین کالمی تفصیلات پر مبنی خبر شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کی پینتیس سو این جی اوز نے مذہبی جماعتوں کی مبینہ جارحیت کے خلاف وسیع پیمانے پر حکمت عملی تیار کرنے کی منصوبہ بندی کا آغاز کر دیا ہے۔

قارئین کرام! اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ حکومت کی بے جا ناز برداری اور محب وطن، اسلام پسند جماعتوں کی عدم توجہی کی وجہ سے گزشتہ دس برسوں میں این جی اوز کا نیٹ ورک ایک خطرناک مافیا کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اب یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ انسانی حقوق، آزادی نسواں اور ترقی کے نام پر این جی اوز مغرب کی صیہونی لابی کے خطرناک ایجنڈے کی پاکستان میں تکمیل میں مصروف ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے جس سے وطن عزیز کی شناخت اور سالمیت کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ فلاح و بہبود تو محض ایک Cover ہے، اصل میں ان این جی اوز کا بنیادی مقصد پاکستان جیسے اسلامی ملک میں لادینیت اور جنسی بے راہ روی کو فروغ دینا ہے۔

این جی اوز مافیا ابھی سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا ہے۔ ابھی تو ان کے مکروہ چہروں سے منافقت کے

نقاب پوری طرح اٹھائے ہی نہیں گئے۔ ابھی تو یہ چند ہفتے پہلے کی بات ہے کہ پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کی جانب سے این جی اوز کے خلاف محض اخبارات میں بیانات شائع ہونا شروع ہوئے ہیں۔ آج تک کسی این جی اوز کے دفتر کا گھیراؤ کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی معروف ملک دشمن این جی اوز کے کسی راہنما کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ صرف اتنی سی بات پر ڈالر خور این جی اوز مافیا عدم تحفظ کا شکار ہو گیا ہے۔ کیا یہ احساس عدمِ تحفظ حقیقی ہے یا محض مصنوعی اداکاری ہے تاکہ ان کے جرائم سے مزید پردہ نہ اٹھایا جا سکے۔

قارئین کرام! این جی اوز مافیا کی موجودہ بوکھلاہٹ اور احتجاج کے پس پشت فوری عوامل درج ذیل ہیں:

(۱) ۱۷ مئی کو جنرل مشرف نے رائے عامہ کے احترام میں قانونِ توہین رسالت کے طریقہ کار میں مجوزہ تبدیلی کو واپس لینے کا اعلان کر کے این جی اوز کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک مغربی ذرائع ابلاغ اور پاکستان کے انگریزی اخبارات میں حکومت کے اس فیصلہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ روزنامہ "ڈان" کی صرف ۲۸ مئی کی اشاعت میں قانونِ توہین رسالت کے خلاف چار مضامین شائع ہوئے۔ مذکورہ بالا پریس کانفرنس میں این جی اوز کے نمائندوں کا یہ کہنا کہ جنرل مشرف کی شدت پسندوں کے سامنے پسپائی کی وجہ این جی اوز کے خلاف ان کا رویہ مزید جارحانہ ہو گیا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ ان کو اصل تکلیف کس بات کی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۷ مئی سے قبل مذہبی جماعتوں کی طرف سے این جی اوز کے خلاف جس قدر تواتر سے بیانات شائع ہوئے، ۱۷ مئی کے بعد ان کی شدت میں بتدریج کمی آتی گئی۔ دینی جماعتوں نے 295-C کے نفاذ کے طریقہ کار میں تبدیلی کو چونکہ این جی اوز کی سازش سمجھا تھا، اسی لئے اس عرصہ کے دوران ان کے بیانات میں شدت کا رنگ غالب رہا۔ این جی اوز اصل حقائق کو چھپاتے ہوئے جنرل مشرف کو طعنہ دے رہی ہیں کہ آپ کے فیصلے کی وجہ سے وہ عدم تحفظ کا شکار ہو گئی ہیں، اسلام آباد کو احتجاج کے لئے اسی لئے منتخب کیا گیا تاکہ مغربی ذرائع ابلاغ اس مسئلے کو غیر معمولی طور پر تشہیر دیں اور اس طرح حکومت پاکستان پر 295-C میں تبدیلی کے بارے میں ایک دفعہ پھر دباؤ ڈالا جا سکے، حکومت کی پسپائی کو این جی اوز اپنی ہزیمت سمجھتی ہیں۔

(۲) چند روز پہلے اخبارات میں یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی کہ حکومت پنجاب نے ایسی این جی اوز کے خلاف تحقیقات کا حکم جاری کر دیا ہے جو در پردہ قادیانیت اور عیسائیت پھیلا رہی ہیں۔ اس طرح کی خبریں این جی اوز مافیا کے لئے اعصاب شکن ہوتی ہیں۔ کیونکہ انسانی حقوق کے نام پر فتنہ برپا کرنے والی معروف اور اہم ترین این جی اوز کے سرکردہ خواتین و حضرات کی ایک کثیر تعداد کا تعلق قادیانی گروہ سے ہے۔ انسانی حقوق کمیشن، عورت فاؤنڈیشن اور شرکت گاہ جیسی این جی اوز پر قادیانیوں کا مکمل کنٹرول ہے۔ حکومت پنجاب کے سابق وزیر برائے سماجی بہبود جناب بنیامین رضوی کی طرف سے این جی اوز کے خلاف کی گئی تحقیقات ایسی این جی اوز کے لئے آج بھی ڈراؤنے خواب سے کم نہیں ہیں۔ اس طرح کی مزید تحقیقات اگر ہوتی ہیں تو ان کے Expose ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس خطرے کو ٹالنے کے لئے

این جی اوز کے کرتا دھرتا افراد نے عدم تحفظ کا رونا رو کر اس کے بچاؤ کی پیش بندی کا اہتمام کیا ہے۔

(۳) ۲۸ مئی کو روزنامہ خبریں، ڈان اور دیگر اخبارات نے عاصمہ جہانگیر کا خط شائع کیا جس میں اس کی طرف سے الزام عائد کیا گیا تھا کہ اردو اخبارات کے بعض کالم نگاروں کی طرف سے بھارت کا دورہ کرنے والی این جی اوز کی خواتین کے خلاف توہین آمیز زبان استعمال کی گئی ہے۔ مذکورہ بالا پریس کانفرنس میں اس خط کی بازگشت اور پس منظر کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس پریس کانفرنس میں بھی خواتین کے لئے کام کرنے والی تنظیموں کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے کی شکایت کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے، اسلام آباد میں این جی اوز کے پڑاؤ کی منصوبہ بندی میں عاصمہ جہانگیر نے "ماسٹر مائنڈ" کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ عدم تحفظ کا سارا ڈھونگ ہی، معلوم ہوتا ہے، یہود و ہنود کی ایجنٹ اسی عورت نے رچایا ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں عاصمہ جہانگیر کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کے خلاف جب بھی اسلام پسندوں نے احتجاج کیا، وہ ہمیشہ دیگر این جی اوز کی متحدہ قوت کو اپنے دفاع کے لئے استعمال کرتی رہی ہے۔ این جی اوز کا متحدہ محاذ عمل اس طرح کے مشترکہ احتجاج کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔

(۴) ۵ جون سے لے کر ۱۰ جون تک نیویارک میں ہونے والی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں مسلمان ملکوں اور کیتھولک چرچ کے بروقت احتجاج کی وجہ سے بے حیائی کا شرمناک ایجنڈا ناکام ہو گیا۔ حکومت پاکستان کی نمائندہ وفاقی وزیر زبیدہ جلال صاحبہ نے اس ایجنڈے کی شدت سے مخالفت کی۔ اس ایجنڈے کا ناکامی سے جہاں پاکستان کی مغرب زدہ این جی اوز کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، وہاں انہیں اس صدمہ سے دوچار بھی ہونا پڑا کہ ان کا اصل چہرہ پاکستانی عوام کے سامنے بے نقاب ہو گیا ہے۔ پاکستانی عوام کو اب بخوبی علم ہو گیا کہ عورتوں کے حقوق کی اصل حقیقت کیا ہے جس کا یہ بڑی شدت سے مطالبہ کر رہی ہیں۔ ان کے عزائم سے واقف حال افراد تو پہلے بڑی واقف تھے، اب عوام الناس کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہم جنس پرستی، اسقاط حمل وغیرہ کو بھی یہ این جی اوز "بنیادی انسانی حقوق" سمجھتی ہیں۔ بیوی سے جماع بالجبر کو قابل تعزیر قرار دینے کا واہیات مطالبہ بھی اب کھل کر سامنے آ گیا۔ یہ این جی اوز کی بیگمات نیویارک سے ناکام و نامراد لوٹی ہیں۔ عوام کے سامنے اپنا مکروہ چہرہ سامنے آنے پر یہ شدید خفت کا شکار ہیں، اس خفت کو مٹانے کے لئے اسلام آباد میں عدم تحفظ کا واویلا کیا گیا اور اپنے آپ کو مظلوم بنا کر پیش کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ تاکہ یہ این جی اوز عوام کے ممکنہ عتاب سے محفوظ رہ سکیں۔

(۵) آئے دن اخبارات میں این جی اوز مافیا کی لوٹ مار اور کرپشن کے واقعات شائع ہو رہے ہیں۔ مغربی ممالک کی طرف سے پاکستان میں ڈالروں کا سیلاب آ گیا ہے۔ ۲۵ جون کے روزنامہ انصاف میں یہ خبر چھپی ہے کہ یورپ سے پاکستان کی این جی اوز کو ڈیڑھ کروڑ ڈالر فراہم کئے جائیں گے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان کی این جی اوز کو ہر سال تین ارب روپے کے لگ بھگ فنڈز ملتے ہیں، جس کا کثیر حصہ یہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ایسی خبروں کی اشاعت این جی اوز مافیا کے لئے خاصی پریشان کن ہے۔ وہ اپنے تیزی

سے مٹتے ہوئے اعتبار کو قائم رکھنے کے لئے مظلومیت کا خول چڑھا رہی ہیں۔

قارئین کرام! حالات و واقعات نے اب ثابت کر دیا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں این جی اوز کا نیٹ ورک یورپی استعماری نو آبادیت کا نیا روپ ہے۔ یورپی استعمار کو ایشیا اور افریقہ کے ممالک کے استحصال کا جو چسکا پڑا ہوا ہے، اس سے وہ کسی بھی صورت میں دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک پاکستان جیسے غریب ملکوں کے قرض تو معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں مگر وہ ان ممالک کی این جی اوز کو اربوں روپے کیوں فراہم کر رہے ہیں؟ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ان کی یہ عنایات پاکستانی عوام کو ترقی و خوشحالی عطا کرنے کے لئے ہیں، تو اس جیسا احمق شاید ہی کوئی ہو۔ امریکہ اور یورپی ممالک کے حکمران گھر بیٹھ کر مسلمان ممالک کی پالیسیاں بناتے ہیں۔ دولت اور ٹیکنالوجی کے گھمنڈ میں مبتلا مغربی ممالک ترقی پذیر ملکوں میں اپنے کلچر کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے این جی اوز ان کے آلہ کار کے طور پر کام کرتی ہیں۔ یہ این جی اوز عوام کے حقیقی مسائل پر توجہ نہیں دیتیں، یہ محض اسی ایجنڈے پر کام کرتی ہیں جو انہیں بیرونی آقاؤں کی طرف سے ملتا ہے۔ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف این جی اوز کی مہم بازی اور پاکستان کے غیر متنازعہ محسن ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی قبر بنا کر ان کی تذلیل کے واقعات ہمارے اس دعویٰ کا ناقابلِ تردید ثبوت ہیں۔ اسی طرح ۱۶ جنوری ۱۹۹۸ء اور ۲۰ جنوری ۱۹۹۸ء کے درمیان امریکہ اور برطانیہ نے عراق پر مسلسل وحشیانہ بمباری کی۔ عراق کا جرم یہ تھا کہ اس نے اقوام متحدہ کے جاسوس انسپکٹروں سے تعاون سے انکار کر دیا تھا۔ عین انہی دنوں انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان کی طرف سے لاہور میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس کا موضوع Marital Rape تھا۔

حکومت پاکستان سے اپنے تحفظ کے لئے اقدامات کا مطالبہ کرنے والی این جی اوز بے حد جاسوسانہ طریقہ سے کام کر رہی ہیں۔ لاہور میں معروف این جی اوز نے گارڈن ٹاؤن کے علاقے کو اپنا گڑھ بنا رکھا ہے۔ عاصمہ جہانگیر کا پاکستان انسانی حقوق کمیشن کے دفاتر بھی اسی علاقے میں ہیں۔ Strengthening Participatory Organization (SPO) جس کے سربراہ جاوید جبار ہیں، کے دفاتر بھی یہاں ہیں۔ اس این جی اوز کا بجٹ، باخبر ذرائع کے مطابق ۲۰ کروڑ سے زیادہ ہے۔ عورتوں کے حقوق کے بارے میں کام کرنے والی معروف این جی اوز "شرکت گاہ" نے کچھ عرصہ پہلے اپنا ہیڈ کوارٹر اسی علاقے میں منتقل کر لیا ہے۔ شرکت گاہ کا دفتر ۲۸- ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں واقع ہے۔ مگر اس کوٹھی پر کوئی بورڈ نظر نہیں آتا۔ اس کے باہر مسلح گارڈز ہر وقت چاق و چوبند نظر آتے ہیں، جو کسی کو اندر نہیں جانے دیتے۔ ڈاکٹر نگہت سعید ASR کے نام سے این جی اوز چلاتی ہیں، ان کا دفتر بھی خفیہ سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ این جی اوز اگر عوام کی فلاح کے لئے کام کر رہی ہیں، تو پھر ان کے دروازے عوام کے لئے کیوں بند ہیں؟ ان این جی اوز کے طریقۂ واردات کو جاننے والے ایک صحافی نے بتایا کہ یہ این

جی اوز عوام سے اسی لئے دور رہتی ہیں تاکہ ان کی ملک دشمن سرگرمیوں کا پول نہ کھل جائے اور مزید برآں انہوں نے اپنے دفاتر میں جو عیش پرستانہ اور آزادانہ ماحول قائم کر رکھا ہے، عوام اس سے آگاہ نہ ہو جائیں۔ عوام تو ایک طرف، یہ این جی اوز صحافیوں اور سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کی خاتون افسروں تک کو اپنے دفتر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتیں۔ ایک یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ این جی اوز مافیا نے اپنی سرگرمیوں کو پراسراریت کے پردوں میں کیوں چھپا رکھا ہے؟ اس کا جواب راقم الحروف کے نزدیک یہ ہے کہ اسلام دشمن اور پاکستان دشمن سرگرمیوں میں ملوث ان این جی اوز کے افراد کا ضمیر احساسِ جرم کا شکار ہے، یہی وجہ ہے وہ عوام کا سامنا کرنے کو تیار نہیں ہیں!

جنوبی ایشیا میں این جی اوز کا مضبوط ترین نیٹ ورک بنگلہ دیش میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ وہاں این جی اوز مافیا نے عملاً ''غیر سرکاری حکومت'' قائم کر رکھی ہے۔ حکومت کی مجال نہیں کہ وہ این جی اوز کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکے۔ آج سے چند سال پہلے بنگلہ دیش کی حکومت نے این جی اوز کے لئے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کی کوشش کی تھی، جس کے بعد این جی اوز مافیا نے احتجاجی تحریک کا آغاز کر دیا۔ پورے بنگلہ دیش سے ایک لاکھ سے زائد این جی اوز کے کارکنان کو ڈھاکہ میں جمع کر کے کاروبار مملکت کو جام کر دیا۔ بالآخر حکومت کو ان کے مطالبات کے سامنے گھٹنے ٹیکنا پڑے۔

پاکستان میں این جی اوز مافیا اسی طرز پر ''پریشر گروپ'' قائم کرنا چاہتا ہے۔ عمر اصغر خان کی تنظیم ''سنگی'' کی طرف سے لٹریچر شائع کیا گیا ہے جس میں بنگلہ دیش کی معروف این جی اوز کے طریقہ کار اور فتوحات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستانی این جی اوز کو ان کا اتباع کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مگر یہ این جی اوز مافیا کی بھول ہے۔ پاکستان بنگلہ دیش، مصر یا ترکی نہیں ہے۔ یہاں کے عوام خدا کے فضل سے اب بھی اسلامی حمیت سے مالامال ہیں۔ وہ یہود ہنود کی سازشوں کو ناکام بنانے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ پاکستان میں این جی اوز مافیا کے کار پردازان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ تین ہزار این جی اوز کے ذریعے صیہونی ایجنڈے کو یہاں نافذ کرانے میں کامیاب ہو جائیں۔ وہ ان اعداد و شمار کے گھمنڈ میں نہ رہیں۔ پاکستان کی کسی بھی بڑی دینی جماعت کے کارکن ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے سامنے بند باندھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ این جی اوز مافیا کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں فساد پھیلانے کا ایک خطرناک منصوبہ بنا چکے ہیں، جس کا مقصد اس وطن عزیز میں انتشار اور بے چینی پھیلانا ہے۔

پاکستان میں این جی اوز مسلمانوں کی دینی حمیت اور غیرت کو للکارنے کی اشتعال انگیز سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ جب ان کی اسلام دشمن اور پاکستان مخالف سرگرمیوں پر دینی جماعتوں کی طرف سے احتجاج کیا جاتا ہے، تو یہ واویلا کرتی ہیں کہ رجعت پسندوں کی طرف سے پاکستان سے روشن خیالی اور ترقی پسندوں کو مٹانے کی سازش کی جارہی ہے مذہب دشمن، جنسی آوارگی، ہم جنسی، پرستی، اگر این جی اوز کے نزدیک ''روشن خیالی'' ہے تو پاکستانی عوام اس روشن خیالی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پاکستان این جی اوز کو اس مملکت خداداد کی

نظریاتی اساس کو مٹانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ان کی "روشن خیالی" کا پردہ اب چاک ہو گیا ہے۔ اربابِ اقتدار کو چاہیے کہ وطن دشمن سرگرمیوں میں ملوث این جی اوز کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے ان پر پابندی عائد کریں۔ ملک کی دینی جماعتوں کو این جی اوز کے خلاف بیان بازی تک محدود رہنے کی بجائے ان کے خلاف عملی اقدامات اٹھانے کی حکمت عملی وضع کرنی چاہیے، مولانا فضل الرحمن نے این جی اوز کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا، اس کا عملی اظہار بھی سامنے آنا چاہیے!!

بقیہ از ص (60)

میں نفاذِ اسلام کا راستہ نہیں روکا جا سکتا۔ دینی مدارس اپنے نصاب اور نظام میں کسی قسم کی حکومتی مداخلت قبول نہیں کریں گے۔ حکومت اپنا شوق پورا کر کے دیکھ لے، علماء شدید مزاحمت کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ذرائع ابلاغ کو دین کے استحکام اور دفاع کیلئے استعمال کریں گے۔ انٹرنیٹ پر یہود و نصاریٰ کے اسلام دشمن پروگراموں کا سدِباب کر کے اسلامی تعلیمات کو عام کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کے بغیر اسلام کا کوئی تصور نہیں۔ جہاد حکمِ الٰہی، نصِ قرآنی، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بنیادِ اسلام ہے۔ جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کرنے والے فکری حرام کاری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ پاکستان بے دینوں کیلئے نہیں بنایا گیا تھا۔ حکومت الٰہیہ کا قیام ہمارا نصب العین ہے۔ ہم سیکولرازم، لبرل ازم اور فاشزم کو دھکے دے کر وطن عزیز سے نکال دیں گے۔ اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔ دینی جماعتیں اس کیلئے ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے دینی قوتوں کے اتحاد کیلئے حضرت خواجہ خان محمد، مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، مولانا محمد اعظم طارق اور مفتی محمد جمیل خان کی کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کیا اور اسلام آباد میں ہونے والے علماء کے اجلاس کی مکمل تائید کی۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام عملی جدوجہد میں ان رہنماؤں سے مکمل تعاون کرے گی۔

بخاری اکیڈمی کے سٹاک میں آنے والی نئی کتب

○ رہبر و رہنما (سیرت رسول پر مشتمل خوبصورت مرقع)	مولانا ضیاء الرحمن فاروقی	140/=
○ اسلام عیسائیت اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام	جناب خالد محمود صاحب	120/=
○ مقالات سیرت مجموعہ تقاریر	مولانا عبدالستار جھنگوی	40/=
○ آزادی کی انقلابی تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ	محمد عمر فاروق	150/=

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون 511961

ملا معاویہ حنفی

افغانستان میں این جی اوز کا کردار

گزشتہ دنوں کابل افغانستان سے ایک امریکن این جی او "پارسا" کی عیسائی ڈائریکٹر "میری میکمیکن" کو رفاہی طبی امداد کی آڑ میں عیسائیت کی تبلیغ، مغرب کے آزادانہ ماحول کے پرچار اور امارت اسلامیہ کی جاسوسی کے جرم میں طالبان نے ملک بدر کر دیا تو پوری دنیا کا عیسائی میڈیا چیخ اٹھا اور اس نے امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف پراپیگنڈہ محاذ کھول لیا، خاص طور پر امریکہ اس مکروہ پراپیگنڈہ میں پیش پیش رہا۔ یہ نئی بات نہیں، اس سے قبل بھی کئی مرتبہ ایسا ہو چکا ہے کہ طالبان نے ملکی سلامتی کے پیش نظر جب بھی شر پسند اور مفسد عناصر کے خلاف کارروائی کی تو اسے عالمی میڈیا پر اچھالا گیا۔

افغانستان میں رفاہی کاموں کی آڑ میں مغربیت اور عیسائیت کی تبلیغ کب شروع ہوئی، اور اس کے آئندہ نتائج کیا رہے اور اس ضمن میں افغانستان ہولناک تباہی سے کس طرح دوچار ہوا، ان سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے ہمیں ذرا پیچھے جانا ہوگا۔

افغانستان میں معاشرتی تباہی کی ابتدا ایک عیسائی خاتون ڈاکٹر اینا میری گیڈ (Anna Maria Grade) سے ہوئی جو ڈنمارک سے افغانستان میں امیر امان اللہ خان کے دور میں وارد ہوئی۔ اس وقت پورے افغانستان میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں تھی، سب مرد ڈاکٹر تھے، ڈاکٹر میری گیڈ نے کابل میں افغان خواتین کی طبی امداد کے لئے ایک "زچہ بچہ مرکز صحت" قائم کیا جہاں اس کے پاس بڑی تعداد میں برقع پوش خواتین طبی امداد کے حصول کے لئے آنے لگیں، ساتھ ہی میری گیڈ نے بعض معزز گھرانوں کی خواتین کو طبی امداد کی تربیت دینا شروع کر دی۔ یہاں مذکورہ خاتون ڈاکٹر نے محض پیشہ وارانہ تربیت دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے پاس آنے والی خواتین کو مغربی نظریات کی تبلیغ بھی شروع کر دی۔ انہیں آہستہ آہستہ اس بات کی طرف راغب کیا کہ پردہ ایک دقیانوسی چیز ہے، عورتیں بھی مردوں کی طرح روزی کما سکتی ہے، عورت کی ذات نہایت اہم ہے، وہ صرف خانہ داری امور کے لئے پیدا نہیں ہوئی وغیرہ وغیرہ۔

ڈاکٹر اینا میری گیڈ کی افغان معاشرے میں نقب زنی کا اثر یہ ہوا کہ چند سالوں میں کابل کے اندر حیا باختہ خواتین کی ایک بڑی تعداد نے شرم و حیا کا پردہ اتار پھینکا اور کھلے چہرے کے ساتھ بازاروں میں آنے جانے لگیں۔ چونکہ ان میں افغانستان کے معزز گھرانوں اور شاہی خاندان کی عورتیں بھی شامل تھیں۔ اس لئے نچلے طبقے کی عورتوں نے بھی ان کی پیروی شروع کر دی۔ یوں مغربی ایجنسیوں کی پروردہ ڈاکٹر میری گیڈ کی شیطانی محنت کا ایک مرحلہ مکمل ہو گیا اور بتدریج مغربی تہذیب و ثقافت اور اس کا آزادانہ کلچر پروان چڑھنے لگا۔ افغان خواتین کھلے عام تعدد ازواج، تمام مردوں کے حق طلاق، پردہ کے شرعی حکم اور سرکاری اداروں میں عورتوں کی ملازمت کے متعلق رائے زنی کرنے لگیں۔ یہاں مغربی این جی اوز کی خفیہ تبلیغ کی بدولت ایک شاہی فرمان کی رو سے عورتوں کو قانونی طور پر بے پردہ گھومنے پھرنے کی اجازت مل گئی۔ دین اسلام سے اس دوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ افغان قوم اپنی اصل روایات سے ہٹ گئی، مغربی ایجنسیوں کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا، ملک ثقافتی انارکی، سیاسی انتشار اور معاشرتی انحطاط کا شکار

ہوتا چلا گیا۔ پے در پے ایسے انقلاب اور سازشیں رونما ہوئیں کہ ملکی انتظامیہ کی چولیں ہل گئیں۔ یکے بعد دیگرے افغانستان کے حکمران تبدیل اور قتل ہوئے، خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہوئی، جس کے نتیجے میں روس افغانستان میں داخل ہوا، اس دور کی تفصیلات بہت طویل ہیں جو ہمارے موضوع کے احاطہ میں نہیں آتیں۔

امیر امان اللہ خان کے دور میں شروع ہونے والا رفاہی کاموں کی آڑ میں فکری ارتداد اور معاشرتی انحطاط اس وقت عروج پکڑ گیا جب جارح روس دس سال تک پورے افغانستان کو ملیامیٹ کرکے واپس چلا گیا اور یہاں جاہ پسند، اقتدار طلب، نام نہاد مجاہد تنظیموں میں خونریزی جھڑپیں شروع ہوگئیں۔ ۱۹۸۹ء کے بعد افغانستان میں برساتی کیڑوں مکوڑوں کی طرح پوری دنیا سے کفار کی رفاہی تنظیمیں امڈ آئیں اور انہوں نے اپنے اصل ایجنڈے پر عمل شروع کر دیا، ان تنظیموں کے مقاصد حسب ذیل تھے:

(۱) یورپی ممالک کے لئے سیاسی، سماجی اور فوجی جاسوسی کرنا۔ (۲) منشیات کے عادی افراد کی تعداد میں اضافہ کرنا۔ (۳) خواتین اور بچوں کے حوالے سے افغانستان کو بدنام کرنا۔ (۴) مختلف محاذوں پر زخمی ہونےوالے افراد کو طبی امداد کے نام پر اپاہج اور لولا لنگڑا بنانا۔ (۵) مختلف دھڑوں کو اسلحہ سپلائی کرنا، مالی امداد دینا تاکہ یہاں کبھی امن نہ ہو سکے۔ (۶) فرقہ پرستی کو ہوا دینا۔ (۷) زنا، جوا اور دیگر اخلاقی و معاشرتی جرائم کو فروغ دینا۔ (۸) عیسائیت کی تبلیغ کرنا اور لوگوں کو عیسائی بنانا۔

ان کے علاوہ اور بھی بے شمار مذموم مقاصد ہیں جن کے لئے یہ این جی اوز کام کر رہی ہیں، افغانستان میں ۱۹۸۰ء کے بعد سے آج تک سینکڑوں غیر سرکاری رفاہی تنظیمیں کام کر رہی ہیں خاص طور پر ہمسایہ ممالک میں موجود افغان مہاجرین جو ضروریات زندگی کے حوالے سے آخری سطح سے بھی نچلی زندگی گزار رہے ہیں، ان میں عیسائیت کی تبلیغ کرنا اور انہیں ورغلا کر یورپین ممالک میں پہنچانا، افغان خواتین کو معمولی امداد دے کر عفت و عصمت کو جنس بازار بنانے کی طرف راغب کرنا ان کے ایجنڈے میں شامل ہے...... فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق "کادالفقران یکون کفراً" انسان جب فقر وفاقہ اور بھوک سے عاجز آتا ہے تو کفر کی حدوں کو بھی پھلانگ جاتا ہے اور آج کا کفر انسان کی اس مجبوری و مفلسی سے خوب فائدہ اٹھا رہا ہے۔

ریڈیو صدائے شریعت سے کئی مرتبہ اس قسم کے تبصرے ہو چکے ہیں کہ:

"پشاور میں کام کرنے والے بعض خیراتی ادارے لوگوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہیں، مسیحی کھلم کھلا پاکستان میں اپنے خیراتی اداروں کے ذریعے افغانوں کو مسیحی بنا رہے ہیں، آج کل ان کی سرگرمیاں اتنی نمایاں اور بھرپور ہو گئی ہیں کہ ان سے ہماری قوم اور اسلامی امارت کو براہ راست خطرہ ہے، اس سلسلہ میں بعض بے نام ریڈیو اسٹیشن دری اور پشتو زبانوں میں عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں"۔

فرنٹیر پوسٹ پشاور نے اپنی ایک رپورٹ (دسمبر ۱۹۹۸ء) میں بتایا کہ "عیسائی این جی اوز کی تبلیغ کی بدولت نوے ہزار افغان عیسائی بن چکے ہیں"۔ مگر پشاور کے بعض باخبر حلقے اس تعداد کو کم از کم دوگنا بتاتے ہیں۔

ابھی حال ہی میں کابل سے این جی اوز کی ایک فہرست موصول ہوئی ہے جن کی تعداد ۱۵۷ ہے۔ ان سب کے مثبت کردار کی نفی کرنا تو درست نہیں البتہ بیشتر تنظیمیں ایسی ہیں جو بلاواسطہ مغربی اداروں سے امداد لے رہی ہیں یا بالواسطہ ان کی پروردہ ہیں۔ یہ تنظیمیں جو صحت، تعلیم، زراعت، غذائی ضروریات اور ٹیکنیکل ٹریننگ کے

نام پر قائم ہیں۔ دراصل امارت اسلامیہ کو کمزور کرنے، مادر پدر آزاد کلچر کو پھر سے افغانستان میں رائج کرنے اور لوگوں کو عیسائی بنانے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ ان میں ایسی تنظیمیں بھی ہیں جو ضرورت مند افراد کو ڈالر مہیا کر کے امارت اسلامی کی حدود میں جرائم کے ارتکاب پر اکساتی ہیں تاکہ اس کے نتیجہ میں شرعی عدالتیں مجرم کو سزا دیں، اس طرح افغانستان کے پرامن مملکت ہونے کا تشخص مجروح ہو۔ اور انہیں عالمی سطح پر پراپیگنڈہ کرنے کا موقع مل سکے۔

یہ تنظیمیں احمد شاہ مسعود کے لئے جاسوسی بھی کر رہی ہیں اور درپردہ اسے اسلحہ اور غذائی ضروریات فراہم کی جا رہی ہیں تاکہ وہ طالبان کے مدمقابل دیر تک قائم رہ سکے اور افغانستان مسلسل جنگ کا شکار رہے جس کا لازمی نتیجہ عامۃ الناس کی غربت و افلاس کی شکل میں نکلتا ہے، یہی حالات عیسائیت کی تبلیغ کے لئے سازگار ہوتے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق افغانستان کے شمالی علاقوں میں صرف دس ہزار پاکستانی کے بدلے نادار لوگوں کو عیسائی بنایا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے مغربی اداروں نے پانچ سو ملین ڈالر مختص کئے ہیں۔

امارت اسلامیہ اگر مغربی این جی اوز کی ارتدادی سرگرمیوں، قومی سلامتی کے خلاف سازشیں تیار کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرتی ہے اور ثبوت ملنے پر "میری میکمیکن" جیسی مکار عورتوں کو ملک بدر کرتی ہے تو پوری دنیا کا میڈیا چیخ اٹھتا ہے اور اس اقدام کو انسانی اقدار و روایات کے خلاف قرار دیتا ہے۔ لیکن یوسف اسلام کو اسرائیل میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے تو مغرب کے آئین میں یہ عین حقوق کے مطابق ہے۔ آخر کیوں؟

بقیہ از ص 49

فرخندہ لودھی ہو کوئی نہیں جانتا اور نہ جان سکتا ہے کہ موصوف یا موصوفہ کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ اسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے کہ عیسائی قلمکار، اسلامی اقدار پر حملہ آور ہیں اور عام مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ یہ لکھنے والے ان کے اپنے علما بیزار ہیں۔

"نصرۃ العلوم" گوجرانوالہ، مارچ ۹۹ کے صفحہ ۶۲ پر روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ فروری ۹۹ برطانوی اخبار انڈیپنڈنٹ، کے حوالے سے لکھے گئے شذرہ کے مطابق "۳۵ نوجوان عیسائیوں نے اسلامی ناموں کی آڑ میں مجاہدین کی دو تنظیموں کے کیمپوں میں مسلح جدوجہد کی تربیت حاصل کی ہے" یہ تو گھر کے بھیدی نے خبر دی ہے۔ اس کے علاوہ اب تک کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے، مسلح جدوجہد ہو یا میڈیا کے ذریعے جدوجہد ہو، تو یہ جاننا چاہیے تو ہمہ جہت کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتی ہے۔

اقلیتوں کے حقوق اور اقلیتوں کی آزادی اور تحفظ کے تقاضے اپنی جگہ مگر اسلامی ناموں کی آڑ میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار میں ہی سرنگ کے ذریعے ڈاکہ کی اجازت دی جا سکتی۔ یہ ہر اقلیت کے لئے ہے خصوصاً عیسائی اور مرزائی ہم حکومت پاکستان سے، سینٹ اور قومی، صوبائی اسمبلیوں کے اراکین سے اور ملت مسلمہ کے ہر مکتب فکر کے دینی زعماء سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس گھمبیر صورت حال اور ملی المیے کا نوٹس لیں۔ یہ رواداری نہیں دینی شعور و بصیرت کا فقدان ہے۔

آج نوٹس نہ لیا تو کل کے لئے آپ خود یہاں "خداوند یسوع مسیح کی حکومت" کی راہ ہموار کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔ عیسائی اپنے ناموں کے ساتھ مسیح لکھیں اور مرزائی اپنے ناموں کے ساتھ قادیانی کا اضافہ کر کے اقلیتوں کے لئے حقوق و تحفظات سے فیضیاب ہوں۔

عبدالرشید ارشد

اقلیتوں کے لئے لمحہ فکریہ

نام، ایک فرد، ایک قبیلے، ایک امت اور ملت کے تشخص کی علامت تسلیم کیا جاتا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ماضی اس پر شاہد ہے مثلاً لالہ نوبت رائے ادائیگی کے ساتھ ہی ہندو دھرم سے اسکا متعلق ہونا سمجھ میں آنیگا یا کرشن چند وغیرہ، گورجیت سنگھ ہو یا گرمیت کور کا سکھ خاندان سے ہونا ثابت ہوگا اور کم و بیش ۲۵ برس پہلے تک یہی صورت حال ناموں کے حوالے سے مسیحی برادری کی تھی مثلاً برکت مسیح، جان مسیح، ناصر مسیح، الیگزینڈر مسیح وغیرہ ۵۰ کے عشرے کے آخر یا ۶۰ کے عشرے کے آغاز کی بات ہے کہ ورلڈ کونسل آف چرچز نے پاکستان کونسل آف چرچز کی مالی امداد یہ کہہ کر بند کر دی کہ دی جانے والی امداد کے مقابلے میں مسلمان کم تعداد میں مسیحیت قبول کر رہے ہیں یہ کارکردگی غیر تسلی بخش ہے۔ جواباً جو بات کہی گئی اور جسے وزنی تسلیم کرتے ہوئے امداد بحال کر دی گئی یہ تھی کہ مسلمان کو مسیحی بنانے میں وہ فائدہ نہیں ہے جو اس حقیقت میں ہے کہ مسلمان کے دل و دماغ سے مسلمانیت نکال لی جائے۔ ہم کامیابی سے یہی کام کر رہے ہیں۔ بات وزنی قرار دی گئی۔

کونسل کے ایک اجلاس میں دوسرے مقررین کے ساتھ اس دور میں پنجاب یونیورسٹی میں ایجوکیشن ڈیپارٹمینٹ کے مسیحی سربراہ نے "پاکستان میں آئندہ ۲۵ سال میں مسیحی حکومت" کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اگر مسیحی برادری میری معروضات پر عمل کرے تو پچیس سال میں یہاں مسیحی انقلاب لا کر خداوند یسوع کی حکومت قائم کی جا سکتی ہے۔ معروضات کا خلاصہ یہ تھا کہ:

* مسیحی برادری اپنے ناموں سے مسیحی کا لفظ چھوڑ دے اور آئندہ مسلمانوں جیسے نام رکھے جائیں، معاشرے میں نفوذ سہل ہو جائیگا۔
* مسیحی لٹریچر کے نام، کتابچوں کے ٹائٹل مسلمانوں کے لکھے کتابچوں سے مشابہ ہوں کہ مسلمان پڑھنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔

اس پر عمل شروع کرتے ہوئے گوجرانوالہ سیالکوٹ کے، انتہائی فوجی اہمیت کے اضلاع میں تعلیم بالغاں کے نام پر کام شروع کیا گیا، ہندو عورت بیگم ستنام محمود کو گوجرانوالہ مرکز میں بٹھایا گیا۔ منصوبہ بندی کے مطابق مسلمانوں میں قابل قبول لٹریچر تیار کیا گیا اور یوں تعلیم بالغاں اور اس لٹریچر کی بنیاد پر مسیحیت مسلمان گھرانوں میں گھستی چلی گئی جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

آج مسلمان اور مسیحی ناموں میں کوئی فرق نہیں ہے، ناصر بھٹی ہو یا رخسانہ نازلی، فرحان صدیقی ہو یا

بقیہ 48 پر

جاوید اسلام خان۔ دوحہ (قطر)

سرکاری سرپرستی میں فرقہ واریت

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ چیئرمین کے نام ۔۔۔۔ ایک خط!

مکرمی جناب میجر (ریٹائرڈ) اقبال احمد صاحب چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

السلام علیکم امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے

میں یہاں دوحہ (قطر) میں ایک پاکستانی ہائی سیکنڈری سکول میں پڑھاتا ہوں اور آپ سے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی نصابی کتب کے بارے میں چند گذارشات کرنا چاہتا ہوں کچھ عرض کرنے سے پہلے چاہتا ہوں کہ اپنی پوزیشن کچھ واضح کر دوں کہ مبادا میری گذارشات کو مذہبی شدت پسندی تصور کیا جائے میں بنیادی طور پر نفسیات کا استاد ہوں اور اسی مضمون کی روشنی میں یہ معروضات پیش کر رہاں ہوں نفسیات کے علاوہ دیگر مضامین بھی پڑھاتا ہوں اور خاص کر اسلامیات مسلکی طور پر صرف اور صرف سنی مسلمان ہوں اس کے علاوہ کسی اور مسلکی تقسیم میں منقسم ہوں اور نہ اسے صحیح سمجھتا ہوں اپنے مذہبی خیالات سے مختلف خیالات رکھنے والے لوگوں کے بارے میں کسی قسم کے تعصب کا شکار ہوں اور نہ اسے پسند کرتا ہوں البتہ اتنا ضرور تسلیم کرتا ہوں ہر اکثریتی گروہ کو اس بات کا حق ہونا چاہیے کہ درسی و نصابی کتب میں اکثر و بیشتر انہی کے عقائد کو پیش کیا جائے مگر اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اس سے اقلیتی گروہ کی دل آزاری نہ ہو یہی اصول دنیا بھر میں بطور اصل الاصول تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ اجتماعی نظام میں پبلک لاء (Public Law) ہمیشہ اکثریتی گروہ یا اکثریت کے خیالات اور خواہشات کے مطابق ہوتا ہے مگر پرسنل لاء (Personallaw) میں اقلیتی گروہ کو آزادی ہوتی ہے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ مملکت خداداد میں صرف دو ہی مسالک آباد ہیں ایک سنی دوسرے شیعہ اور دونوں کے افکار و آراء سے ہم اکثر واقف ہیں ہر صاحب عدل و انصاف یہ تسلیم کرتا ہے کہ پاکستان میں سنی مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۸۰ سے ۹۰ فیصد ہے مگر اپنے ملک میں رائج نصابی کتب دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ معاملہ شاید اس کے بالکل برعکس ہے ہر جگہ اقلیتی گروہ کے نظامِ عقائد کو مدِ نظر رکھ کر نصاب کا اسلامی حصہ (خاص کر قرنِ اوّل کی مسلم شخصیات یعنی صحابہ و صحابیات کا حصہ) مرتب کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے اور نکل رہا ہے کہ ہمارے بچے یعنی اکثریتی گروہ کے بچے اپنے ہی عقائد و مسلمات سے نہ صرف ناواقف رہ جاتے ہیں بلکہ اقلیتی گروہ کی آراء کو اپنا بھی رہے ہیں۔

مثال کے طور پر ہم سب واقف ہیں کہ امت مسلمہ کی اکثریت کا اجماع ہے کہ ''علیہ السلام'' کا لاحقہ صرف اور صرف پیغمبروں کے لیے آتا ہے جبکہ اہل تشیع اپنے بارہ آئمہ کے ساتھ بھی یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں دو چار سال اکثر نصابی کتب میں حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ کے نام کے ساتھ

باقاعدہ "علیہ السلام" لکھا ہوتا تھا اور کچھ میں اب بھی لکھا ہوا ہے۔ مثلاً

(۱) تیسری جماعت کی اردو کی کتاب (اشاعت مارچ ۱۹۹۹ء) کے صفحہ نمبر ۱۰۵ پر موجود ہے مضمون بہ عنوان "حضرت علی علیہ السلام" موجود ہے اور اس سارے مضمون میں حضرت علیؓ کے ساتھ "علیہ السلام" استعمال کیا گیا ہے جبکہ اسی کتاب کے مضامین بہ عنوان حضرت خدیجہؓ (صفحہ نمبر ۴۱) حضرت عمر فاروقؓ (صفحہ ۸۹) سب میں "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جبکہ اسی کتاب کے صفحہ ۸۰ پر ایک مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہے یعنی صرف دو حضرات حضرت ابراہیم اور حضرت علی کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

(۲) جماعت پنجم کی معاشرتی علوم کی کتاب (اشاعت اپریل ۱۹۹۹ء) میں صفحہ ۱۱۵ پر مضمون "حضرت فاطمہ الزہرا علیہ السلام" کے نام سے موجود ہے اور سارے مضمون میں آپ کے لیے "علیہ السلام" کے الفاظ ہی استعمال کیے گئے ہیں۔

عرض یہ ہے کہ خواہ علیہ السلام کے الفاظ جان بوجھ کر استعمال کیے گئے ہوں یا سہواً دونوں کے نتائج یکساں ہیں کہ ہم اپنی نئی نسل کو اس بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے کہ باقی صحابہ اور ان صحابہ کرام میں کیا فرق و امتیاز ہے ہے کہ ان کے نام کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات مختلف ہیں اور دوم یہ کہ نہ ہی یہ وضاحت ہمارے لیے ممکن ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ اور دیگر پیغمبرانِ خدا میں کیاقدر مشترک اور مماثلت ہے کہ جس کی بنا پر ان کے ناموں کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات مماثل اور ایک ہیں اگر ہم ان سوالات و اشکالات کے شافی جواب دینے کی کوئی سعیٔ لاحاصل کر بھی لیں تو اکثر طلباء عام اصول کے تحت وہی کچھ قبول کریں گے اور وہی کچھ تسلیم کریں گے جو درسی کتب میں ان کو پڑھنے کو ملتا ہے اور اس کا نتیجہ سوائے اس بات کے اور کیا نکلے گا کہ اکثریتی گروہ کے اندر احساس محرومی، اقلیتی گروہ کے متعلق نفرت، انکی مذہبی شناخت اور عقائد کو ختم کرنے کا لازمی تاثر اور اس کے نتیجے میں فرقہ وارانہ منافرت اور مناقشت کو مزید ہوا ملے گی۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ قریباً اکثر جماعتوں کے نصابات میں ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ پر ایک سبق موجود ہوتا ہے اور بعض میں (مثلاً چھٹی جماعت کی اردو کی کتاب میں) آپؓ کے بارے میں بڑی عمدہ اور وسیع تفصیلات اور معلومات موجود ہیں مثلاً حضرت خدیجہ کے وکیل نکاح کا تذکرہ وغیرہ مگر اس پورے مضمون میں اور اسی طرح آپؓ کی ذات پر میٹرک تک کی ساری نصابی کتب میں شامل مضامین میں کسی ایک میں بھی آپؓ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا سرے سے کوئی تذکرہ تک نہیں ہے۔

اسی طرح ان نصابی کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ پر (معاشرتی علوم

جماعت چہارم صفحہ ۱۱۵) سبط الرسول حضرت حسینؓ پر (اردو جماعت ہشتم و اردو جماعت نہم و دھم) اور نواسیٔ رسول حضرت زینبؓ پر (اردو جماعت ہشتم) تو مضامین داخل نصاب ہیں اور یقیناً ہونے بھی چاہئیں کہ یہ سب بھی آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں، لیکن پورے درسی نصاب حتٰی کہ جماعت اول سے لیکر ایف۔اے تک کسی بھی کتاب میں ایک لفظ اور ایک فقرہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تین بنات الطاہرات (بیٹیوں) پر ڈھونڈے سے نہ ملے گا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ طلباء کیا اچھے اچھے پڑھے لکھوں کو بھی یہی معلوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہؓ تھیں۔

اسی طرح اسلامیات اختیاری جماعت نہم و دھم اشاعت (۹۸ء) میں اخلاقِ نبوی کے ضمن میں صفحہ ۲۰۷ پر حضرت ابو سفیانؓ کی قبلِ اسلام مخالفت اسلام، فتح مکہ کے موقع پر ان کی گرفتاری اور پھر اسی موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے گھر کو دار الامان قرار دینے کی ساری باتیں موجود ہیں اگر موجود نہیں تو اسی موقع پر ابو سفیانؓ کے اسلام لانے کی بات نہیں ہے۔ حالانکہ ان کے گھر کو دار الامان قرار دینا ان کے اسلام لانے ہی پر ان کی عزت و احترام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی فراخ دلی اور رحمت کے طور پر تھا مگر یہ پورا پیرا پڑھ کر صرف یہی تاثر ملتا ہے یا دیا جاتا ہے کہ ابو سفیانؓ ہمیشہ اسلام مخالف رہے اور مسلمان ہوئے یا نہیں بلکہ بہ الفاظ دیگر نہیں ہوئے۔

ان ساری گذارشات کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری نصابی کتب میں شامل قرنِ اوّل کی صرف انہی شخصیات کو داخل نصاب کیا جاتا ہے جو اقلیتی گروہ کے نزدیک قابل احترام ہوں اور ان کے متعلق معلومات بھی صرف وہی فراہم کی جاتی ہیں جو ان کے لیے قابل قبول ہوں مثلاً حضرت خدیجہؓ کی باقی تین بیٹیوں کا عدم ذکر اور اگر کچھ دوسری شخصیات کا ذکر اگر یہ امر مجبوری کرنا بھی پڑے تو مسلمہ حقائق کو چھپاتے ہوئے مثلاً حضرت ابو سفیانؓ کے قبولِ اسلام کو مخفی رکھنا۔ کیا یہ تاریخ کے حصے بخرے کرنے اور قطع و برید کے مترادف نہیں؟ کیا یہ ایک اقلیتی گروہ کی پسند اور عقائد کو اکثریتی گروہ پر ٹھونسنے کے مترادف نہیں؟ کیا یہ عدل و انصاف کا خون نہیں؟ اور کیا یہ کتمانِ حق و صداقت نہیں؟

یہ سب کچھ اگر سہواً ہے تو مجھے امید واثق ہے کہ آپ اس طرف جلد توجہ دیں گے اور اگر یہ قصداً ہے تو پھر ہم اس طوفان اور جدال کا انتظار کرتے ہیں جو تادیر ناانصافی برداشت کرنے کے ردِ عمل میں لازماً آیا کرتا ہے اور جب نہ اصلاحِ تفصیر کام آتی ہے نہ سرکاری وعظ و نصیحت۔......مورخہ: ۱۴ جون ۲۰۰۰ء

والسلام

مخلص

جاوید اسلام خان دوحہ (قطر)

مولانا محمد مغیرہ (جامع مسجد احرار چناب نگر)

(آخری قسط)

مرزا طاہر کی هفوات اور ان کا جواب

کیا قادیانی مسلمانوں والا کلمہ دھوکہ دینے کیلئے پڑھتے ہیں کیا قادیانی کلمہ پڑھتے وقت محمد سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں؟

قارئین کرام: اس بات کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے چند باتیں پہلے آپ کو پیش کر دی جاتی ہیں تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱) مرزا جی کا دعویٰ ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے

محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی خزائین جلد ۱۸ ص ۲۰۷

قادیانیوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو مختلف روپ دھار کر دو دفع دنیا میں آئے ایک دفعہ محمد کی شکل میں مکہ مکرمہ میں جبکہ دوسری دفعہ غلام احمد قادیانی کی شکل میں قادیان میں مبعوث ہوئے گویا ایک ہی ذات دو صورتوں میں جلوہ افروز ہو گی چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

(۲) اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھوی صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ (خزائن جلد ۱۶ ص ۲۷۰)

یعنی ایک ہی ذات مختلف دو ادوار میں مبعوث کی گئی وجود گو کہ دو ہیں مگر حقیقت میں ایک ہیں مزید ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجہ کا ہی حکم رکھتے ہیں۔

جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ صاروجودی وجوده خزائن جلد ۱۶ ص ۲۵۸

ایسے ہی مرزا جی مذکورہ دو وجودوں کی اکائی پر زور دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

(۴) جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

خزائن جلد ۱۸ ص ۲۱۲

مزید سنیئے مرزا جی کہتے ہیں۔

(۵) میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت و آخرین منهم لمایلحقوبهم

بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براھین احمدیہ میں میرا نام محمد احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔

خزائن جلد ۱۸ ص ۲۱۲

ان مذکورہ بالا حوالہ جات سے جو واضح ہوا وہ یہ کہ مرزا جی کا نام بھی محمد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا جی ایک ہی ذات کے دو نام ہیں کوئی دوئی یا مغائرت نہیں بلکہ ایک ہی شان ایک ہی مرتبہ ایک ہی منصب ایک ہی نام رکھتے ہیں گویا لفظوں میں دو ہونے کے باوجود ایک ہی نام رکھتے ہیں۔

تو بات بالکل واضح ہو گئی کہ کلمہ لا الہ الاّ اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ جو مسلمانوں کا کلمہ ہے جس میں توحید کے ساتھ اس بات کا اقرار ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس کلمہ کو پڑھ کر مرزائی لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حقیقت میں محمد سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔

یہ تھا مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں فیصلہ کہ کلمہ میں قادیانی محمد سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں۔

جبکہ مرزا بشیر الدین محمود اسی بات کا اعتراف ان لفظوں میں کرتے ہیں علاوہ اس کے ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لیئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار و جودي وجوده نيز۔

من فرق بيني و بين المصطفٰے فما عرفني و ماراٰى

یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کریگا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کیلئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لیئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کسی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ کلمۃ الفصل ص ۱۰۰

اس حوالہ سے بالکل وضاحت ہو گئی ہے کہ کلمہ لا الہ الاّ اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں محمد سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔

اس کے بعد مرزا طاہر کچھ کہنا چاہیں تو انتظار رہے گا مگر حقیقت یہ ہے کہ مرزا طاہر اس مسکت جواب کے بعد بولنے کی ہمت ہار چکا ہو گا۔

کیا مرزا قادیانی کے فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے:

قارئین محترم۔ انسان کی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی ایک اطاعت گزار مخلوق ہے جو نور سے تخلیق ہوئی ہے ان میں چار فرشتے جبرئیل، میکائیل، اسرائیل، عزرائیل زیادہ مشہور ہیں ان چار کے علاوہ بھی بعض فرشتوں کے اسماء کا تذکرہ احادیث کی کتب میں ملتا ہے اور ان کے علاوہ کروڑوں فرشتے ہیں کیا ان کے نام قرآن و حدیث میں ملتے ہیں مرزا جی کے فرشتوں کا مرزا جی کی کتابوں سے تذکرہ پڑھ کر جب آگاہی ہوئی تو معلوم ہوا جیسی روح ویسے فرشتے۔

مرزا جی چونکہ انوکھے قسم کے نبی ہیں اس لیئے فرشتے بھی ان کو انوکھے ہی ملے ہیں کسی عقل مند کیلئے صرف

مرزا جی کے فرشتوں کا تذکرہ پڑھ کر ہی اندازہ لگانا کہ مرزا جی کی نبوت کیسی تھی کوئی مشکل نہیں اور اسی سے ہی مرزا جی کی نبوت کی قلعی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ وہ کیسے نبی تھے اور ان کی نبوت کا مقصد کیا تھا۔

تو لیجئے یہ ایک فرشتہ درشنی سے مرزا جی کے واسطہ سے ملاقات کیجئے مرزا جی کہتے ہیں۔ایک فرشتہ کو میں بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت خوبصورت ہیں اس نے کہا ہاں میں درشنی ہوں۔ تذکرہ ص ۳۱ طبع اول

مرزا جی کا ایک مشہور فرشتہ ٹیچی ٹیچی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ مرزا جی کو اس سے بہت پیار تھا غالباً یہی وجہ ہے کہ اس ٹیچی ٹیچی نامی فرشتہ کو بہت شہرت ملی۔ مرزا جی اپنے پیارے فرشتہ ٹیچی ٹیچی کے بارے یوں رقم طراز ہیں

۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے ساتھ آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی۔ حقیقتہ الوحی ص ۳۳۲

قارئین محترم ابتداء سے اب تک پیسے کے بل بوتے پر ہی مرزا جی نبوت کا کام چل رہا ہے اور مرزا جی کو ہمیشہ ایسے ہی فرشتوں کی ضرورت رہی ہے جو ان کو دنیا کا مال و متاع باہم پہنچاتے رہیں اور ان کی نبوت چلتی رہی۔ مرزا جی کے ایک فرشتے کا نام خیراتی ہے دیکھو کیسے کیسے نام کے انوکھے انوکھے فرشتے مرزا کو ملے ہیں۔ مرزا جی رقم طراز ہیں۔

اتنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے ایک کا نام ان میں سے خیراتی تھا۔ تریاق القلوب ص ۱۹۲

مرزا جی کے ایک فرشتہ کا نام شیر علی ہے۔

مرزا جی اپنے فرشتے شیر علی کا ذکر کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

اور انہی دنوں میں شاید اس رات سے اول یا اس رات کے بعد میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی ہے اور ہر ایک بیماری اور کوتہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے۔ تریاق القلوب ص ۱۹۲

مرزا جی ایک آنکھ سے قدرے کانے تھے جو ایک مسئلہ تھا مگر معلوم ہوا کہ فرشتہ شیر علی کا سارا قصور ہے کہ اس نے آنکھ تو نکالی مگر اس کو ٹھیک سے سیٹ نہیں کیا کہ وہ کانی رہ گئی اور بجائے بیماری کا مادہ نکالنے کے تقریباً کافی بیماریوں کا مادہ مرزا جی کے وجود میں ڈال دیا کہ مرزا جی بیماریوں کا مرکز بن کر رہ گئے۔

قارئین محترم۔ مرزا جی کی نبوت کے چند فرشتے جن سے آپ مطلع ہوئے ان کے علاوہ بھی مرزا جی کے کافی فرشتے ہیں (ان کی تفصیل کبھی پھر ذکر کر دی جائے گی) جن کے گرد مرزا جی کی نبوت گھومتی ہے۔

قارئین محترم! اس وقت بجا طور پر مرزا طاہر اور ان کے ساتھیوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ بتاؤ ٹیچی ٹیچی، شیر علی، خیراتی اور درشنی یہ کیا بلائیں ہیں کیا فرشتے ہیں اگر فرشتے ہیں تو کیا ان کا قرآن و حدیث میں ذکر ملتا ہے اگر قرآن

وحدیث میں ان کا ذکر نہیں ملتا اور یقیناً نہیں ملتا تو پھر فیصلہ کیجئے، قادیانی کی ہر بات جھوٹ پر مبنی ہے۔
قارئین محترم۔ آپ نے مختصراً پڑھ لیا کہ واقعی مرزا غلام احمد قادیانی نے خدائی دعویٰ خدا کے بیٹے ہونے کا دعویٰ خدا کے باپ ہونے کا دعویٰ۔ حضور علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ ان پر الزام نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔
نیز: یہ بھی واضح ہوا کہ مرزائیوں کے نزدیک حدیث مصطفےٰ علیہ اسلام کی مرزا قادیانی کی وحی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت واھمیت نہیں۔ نیز قادیانیوں کے ہاں قادیانی کے جلسہ میں شرکت حج کے برابر ہے اور قادیان کی سرزمین مکہ ومدینہ کے ہم مرتبہ ہے اور کلمہ لا الہ الاّ اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں محمد سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں یہ بات بھی باحوالہ آپ کے سامنے آ گئی کہ مرزا جی کے فرشتوں کا قرآن و حدیث میں ذکر نہیں بلکہ یہ کوئی اور بلا ہیں۔
قرائین محترم! چند صفحات پر مشتمل یہ مضمون۔ مرزا طاہر کی ہفوات اور ان کا جواب آپ کے سامنے آچکا ایک دفعہ آپ ابتداء سے انتہاء تک نظر ڈالیں آپ دیکھیں گے کہ مرزا طاہر کتنی چالاکی اور عیاری سے کام لے رہا ہے۔ اور اپنے ساتھ بے خبر لوگوں کو کس قدر دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔
ہاں یہ مرزائیوں کا وطیرہ ہے جو ہر ایک مرزائی میں پایا جاتا ہے اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ دھوکہ بازی مکاری عیاری ہر ایک مرزائی کی فطرت میں داخل ہے بلکہ پورا کا پورا قادیانی دھرم دھوکہ عیاری اور جھوٹ پر مبنی ہے۔
اے کاش قادیانی اس وطیرہ سے باز آ جائیں اور اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جائیں کہ دنیا و عقبیٰ میں کامیابی اسی میں ہے۔

محترم عبداللطیف خالد چیمہ وطن واپس پہنچ گئے

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ برطانیہ کا دورہ مکمل کر کے ۱۴ جولائی کو وطن واپس پہنچ گئے، میاں محمد اویس کی قیادت میں احرار کارکنوں نے لاہور ائرپورٹ پر ان کا استقبال کیا اڑھائی ماہ کے سفر کے دوران ذاتی مصروفیات کے علاوہ انہوں نے لندن، گلاسگو، برمنگھم، مانچسٹر، راچڈیل، بڈرز فیلڈ، لیڈز اور برسٹل کا تنظیمی دورہ بھی کیا اور تحریک ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کو منظم کرنے کیلئے احباب سے مشاورت و رابطہ کیا، انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں احرار ختم نبوت مشن کا برطانیہ میں باقاعدہ قیام عمل میں لایا جائیگا۔

٭ پاکستان کی بقا "جہادی کلچر" سے وابستہ ہے

٭ آئین کی اسلامی دفعات کو پی سی او میں شامل کرنا بھرپور مثبت اقدام ہے

چیف ایگزیکٹو کی ٹیم میں شامل اکثر مشیر و وزیر، ملک میں بلاجواز محاذ آرائی پیدا کر رہے ہیں

ابن امیر شریعت سید عطاءالمہیمن بخاری امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

ملتان ۱۶ جولائی (پ ر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر ابن امیر شریعت سید عطاءالمہیمن بخاری اور مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحق سلیمی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کی طرف سے آئین کی اسلامی دفعات کو پی سی او میں شامل کیے جانے کا بھرپور خیر مقدم کیا ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا ہے کہ ملک کی دینی جماعتوں سے بلاجواز محاذ آرائی کی حکومتی پالیسی کو یکسر ختم ہونا چاہیے۔ چیف ایگزیکٹو کو دین دشمن این جی اوز اور درآمدی نظریات کی حامل لابیوں کے نمائندوں نے روزاول سے اپنے نرغے میں لیا ہوا ہے۔ پرویز مشرف اگر واقعی ملک میں کوئی مثبت اور دیرپا تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے اردگرد مصنوعی دانشوروں اور جعلی ٹیکنوکریٹس کا حصار توڑنا پڑے گا۔ حقائق اور واقعات کو، ان کے صحیح تناظر میں دیکھنا ہوگا۔ احرار رہنماؤں نے کہا ہے کہ چیف ایگزیکٹو کی ٹیم میں شامل اکثر مشیر و وزیر، ملک میں بلاجواز محاذ آرائی پیدا کر رہے ہیں۔ خصوصاً دینی مدارس اور دینی تحریکوں کے حوالے سے، حکومت کی یک طرفہ سروے مہم اور جارحانہ بیان بازی، سراسر اشتعال انگیز کارروائیاں ہیں۔ آئینی دفعات کے حوالے سے چیف ایگزیکٹو کا تازہ اقدام البتہ ایک انتہائی مثبت پیش رفت ہے، اگر حکومت چاہے تو اسی انداز میں، افہام و تفہیم کی فضا میں، تمام متنازعہ مسائل طے کیے جاسکتے ہیں۔ حکومتی "بزرجمہر" اپنی جاہلانہ پالیسیوں سے اختلاف کرنے والے ہر ادارے اور ہر جماعت کو اپنا حریف اور مدمقابل مت ٹھہرائیں طے شدہ مسائل کو مت چھیڑیں اور "جہادی کلچر" سے خائف طاغوتی طاقتوں کے آلہ کار مت بنیں۔ پاکستان کی بقاء "جہادی کلچر" سے وابستہ ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ چیف ایگزیکٹو وطن عزیز کو سودی معیشت سے نجات دلائیں۔ اس کے بغیر ملک کو نہ تو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جاسکتا ہے اور نہ جمہوریت و آمریت کے نام پر نصف صدی سے جاری استحصالی تماشے کو ہمیشہ کے لیے ختم کیا جاسکتا ہے۔

> ❖ کشمیر کو تقسیم کرکے جہاد ختم نہیں کیا جاسکتا ❖ عبوری آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے سے
> ❖ اسلام نافذ نہیں ہوا صرف ان دفعات کو آئینی تحفظ حاصل ہوا ہے
> ❖ این جی اوز کی سرگرمیاں برداشت نہیں کریں گے، ❖ مدارس کو چھیڑا گیا تو پورا ملک جل جائے گا
>
> **شیخ سیّد عطاء المہیمن بخاری**

کراچی (شفیع الرحمن) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے ایک بیان میں کہا ہے کہ این جی اوز کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا

جائے گا۔ یہود و نصاریٰ انہی این جی اوز کے ذریعے مسلمانوں کے اخلاق و کردار اور معیشت و سیاست تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس نفاذ اسلام کی تحریک کے مراکز ہیں۔ انہی مدارس نے جہاد کی سنت کو زندہ کیا اور اسلامی علوم، اقدار اور تہذیب کے تحفظ کی جنگ لڑی ہے۔ آج کفار اور مشرکین اسی لئے دینی مدارس کو اپنی تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران مغرب کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر دینی مدارس سے خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ علماء، مدارس اور دینی جماعتیں اسلام اور پاکستان کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، اگر مدارس کو چھیڑا گیا تو پورا ملک جل جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ آئین کی تمام اسلامی دفعات کو عبوری آئین میں شامل کرنے سے اسلام نافذ نہیں ہوا صرف آئینی تحفظ حاصل ہوا ہے۔

جنرل مشرف نے جس آزادی اور قوت کے ساتھ یہ اقدام اٹھایا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جو بھی کرنا چاہیں ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جنرل مشرف اسی قوت کے ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کی متفقہ سفارشات کی روشنی میں نفاذ اسلام کا اعلان کردیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ امریکا کشمیر کو تقسیم کر رہا ہے۔ اس تقسیم میں پاکستان کو بھی نقصان پہنچانے کی سازش ہو رہی ہے۔ پاکستان میں عیسائیوں، مرزائیوں اور دین دشمن این جی اوز کو مالی طور پر مضبوط کر کے ملک کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماء متحد ہیں، ہم اللہ کی مدد اور اتحاد کی قوت سے ان سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کشمیر کو تقسیم کرنے سے جہاد ختم نہیں کیا جا سکتا۔ جہاد جاری رہے گا، ہم پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنا کر دم لیں گے۔

طالبان کا اسلام کوئی الگ اور نیا اسلام نہیں

طالبان اسی اسلام کے علمبردار ہیں جس کی دعوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے

❖ کشمیر میں یک طرفہ جہاد ختم کرنے والے امریکی ایجنٹ ہیں فیصلہ ہزاروں شہداء کے خون سے غداری ہے

شیخ سیّد عطاء المهیمن بخاری

چناب نگر (محمد صغیر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ علماء اور دینی جماعتیں ہی ملک کو خطرات سے نکال سکتی ہیں۔ وطن عزیز کا سیاسی بحران، معیشت کی تباہی اور لوٹ کھسوٹ کے ذمہ دار صرف بد دیانت سیاستدان ہیں۔ پاکستان کی بقاء جمہوریت میں نہیں اسلام کے نفاذ میں ہے۔ "طالبان طرز کے اسلام" کی اصطلاح استعمال کرنے والے منافق اور امریکی ایجنٹ ہیں۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ طالبان کا اسلام کوئی الگ اور نیا اسلام نہیں وہ اسی اسلام کے علمبردار ہیں جس کی دعوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ انہوں نے کہا کہ بعض سیاستدان اور مذہبی بہروپیئے امریکی ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے طالبان کو بدنام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں مکمل شرعی قوانین کا نفاذ ہے۔ فرقہ

وارثت، دہشت گردی اور بدامنی کا مکمل خاتمہ ہے، ہر شخص کو جان و مال کا مکمل تحفظ حاصل ہے، وسائل نہ ہونے کے باوجود افغانستان ایک فلاحی اسلامی ریاست ہے۔ انہوں نے کہا کہ امارت اسلامیہ کے خلاف ہونے والی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا جائے گا۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ کشمیر میں یک طرفہ طور پر جہاد ختم کرنے والے امریکی ایجنٹ ہیں لیکن مجاہدین، جہاد جاری رکھیں گے اور تقسیم کشمیر کی تمام سازشیں ناکام بنادیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائی اور یہودی اسلام کے کھلے دشمن ہیں اور قادیانی ان کے ایجنٹ ہیں جو ہر حوالے سے پاکستان کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم مقامی اور بیرونی ہر لحاظ پر دین دشمنوں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری منزل اقتدار نہیں بلکہ حکومت اسلامیہ کا قیام ہے۔ علماء کرام اور دینی جماعتوں نے اپنی تمام تر توانائیاں اسی مقصد کی تکمیل کے لئے وقف کی ہوئی ہیں۔ ہم اسلام کا مقدمہ جیتیں گے اور پاکستان میں اسلام نافذ کر کے دم لیں گے۔ یہی ہر پاکستانی اور سچے مسلمان کے دل کی آواز ہے۔

٭ **مدارسِ اسلامیہ میں امریکی و برطانوی تہذیب نہیں گھسنے دیں گے**

٭ **اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مانگے ہوئے چندہ: اللہ کے دین کے سپاہی تیار کریں گے**

٭ **طالبان حکومت کا استحکام پاکستان کی بقاء و تحفظ کے لئے ضروری ہے،**

٭ **مسلمان ہر قیمت اور ہر صورت میں امارتِ اسلامیہ افغانستان کی حمایت اور مدد جاری رکھیں گے**

امیر احرار حضرت سید عطاء المہیمن بخاری کا کنری (سندھ) اور تلہ گنگ (چکوال) کے مختلف اجتماعات احرار سے خطاب

کنری/تلہ گنگ (پریس ریلیز) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ افغانستان پر عائد پابندیاں ختم کرے۔ یہ امتیازی سلوک انسانیت کی توہین ہے وہ کنری (سندھ) اور تلہ گنگ (پنجاب) میں مختلف اجتماعات سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ افغانستان پوری مسلم دنیا میں واحد ملک ہے، جہاں مکمل اسلامی نظام نافذ ہے طالبان نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو عزت و وقار عطاء کیا ہے دینی اور جغرافیائی رشتوں کے حوالے سے طالبان حکومت کا استحکام پاکستان کی بقاء و تحفظ کیلئے ضروری ہے مسلمان ہر قیمت اور ہر صورت میں امارت اسلامیہ افغانستان کی حمایت اور مدد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ علماء نے مدارس اسلامیہ قرآن و حدیث کی تعلیم اور سنت کی ترویج کیلئے قائم کئے ہیں، کافرانہ نظام ریاست و سیاست کے فروغ کیلئے نہیں مدارس کے طلباء دین کے طالب ہیں اور مہمانان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں کی فوج تیار کر رہے ہیں۔ مدارس اسلامیہ میں امریکی و برطانوی تہذیب کو نہیں گھسنے دیں گے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر مانگے ہوئے چندہ سے اللہ کے دین کے سپاہی تیار کریں گے جمہوریت یا سیکولرازم کے داروغے

نہیں۔ اسلام کے سوا تمام نظاموں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام امن کا داعی ہے جو جہاد کے ذریعے بھی امن ہی قائم کرتا ہے۔ ہم امن پسند شہری ہیں دہشت گردی یونیورسٹیوں اور کالجوں سے شروع ہوئی، مدارس سے نہیں جہاد ہمارا ایمان ہے۔ اس کے اظہار سے مسلمانوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ دینی مدارس سروے فارم وصول نہیں کریں گے یہ مداخلت فی الدین ہے اس کے خلاف جہاد بھی کرنا پڑا تو دریغ نہیں کریں گے۔ حکومت مدارس چھین سکتی ہے نہ بند کر سکتی ہے۔ مدارس سے روکا گیا تو جھونپڑوں، چوراہوں، گلی، کوچوں میں قرآن و حدیث کی تعلیم شروع کر دیں گے اور پورا ملک دینی مدرسہ بنا دیں گے انتہا پسند علماء نہیں، بد دیانت اور لادین سیاست دان ہیں یہ دو نظاموں کی کشمکش جنگ ہے اسلام یا سیکولرزم، ہم حالت جنگ اور جہاد میں ہیں علماء میدان عمل میں ہیں ہم ہر محاذ پر لادینوں کو شکست دیں گے اور دفاع دین و وطن کیلئے جان بھی قربان کر دیں گے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا خون رائیگاں نہیں جانے گا حکومت قاتلوں کو اب تک بھی گرفتار نہیں کر رہی مولانا کے قاتل فوری گرفتار کر کے سزا دی جائے۔

❋ دینی مدارس اپنے نصاب اور نظام میں کسی قسم کی حکومتی مداخلت قبول نہیں کریں گے

❋ علما کو قتل اور مصائب سے دوچار کر کے پاکستان میں نفاذ اسلام کا راستہ نہیں روکا جا سکتا

❋ انٹرنیٹ پر یہود و نصاریٰ کے اسلام دشمن پروگراموں کا سدباب کر کے اسلامی تعلیمات کو عام کریں گے

امیر احرار حضرت ابن امیرشریعت سید عطاءالمہیمن بخاری

اسلام آباد (پ ر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ دین کے تمام دشمن ہماری نگاہوں میں ہیں۔ ہم ان کی سرگرمیوں سے غافل ہیں نہ بے خبر ملک کے اقتدار پر سیکولرزم کو قابض کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، علماء حق سیکولر طبقات کے مقابلہ کیلئے مستعد ہیں اور انہیں شکست دینے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ آج اسلام آباد، راولپنڈی کے احرار کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتیں ہی پاکستان کے عوام کی اصل نمائندہ ہیں وہ نفاذ اسلام کیلئے اپنا کردار ادا کرتی رہیں گی۔

انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کے سیکولر اقدامات سے مرعوب ہیں نہ خوفزدہ۔ بلکہ مستقبل میں دینی جماعتیں تمام لادین طبقات کو ہر محاذ پر پوری قوت سے جواب دیں گی۔ دینی جماعتوں کی خاموشی حب الوطنی کی بنیاد پر ہے اسے بزدلی نہ سمجھا جائے۔ انہوں نے یہود و نصاریٰ کے سرمایہ پر پلنے والی این جی اوز کو خبردار کیا کہ وہ دین کے خلاف اپنا طرز عمل ترک کر دے۔ این جی اوز ملک میں آگ اور خون کا کھیل کھیلنا چاہتی ہیں۔ حکومت نے ان کا نوٹس نہ لیا تو راست اقدام کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ علماء کو قتل اور مصائب سے دوچار کر کے پاکستان

بقیہ 45 پر

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی مصروفیات

۲/جولائی شرکت اجلاس علما۔ کونسل، اسلام آباد۔ ۳،۴/جولائی تلہ گنگ خطاب مسجد ابوبکر صدیق، ملاقات کارکنانِ احرار، تعزیت بروفات بنت ماسٹر غلام یٰسین صاحب۔ ۵،۶ جولائی قیام چناب نگر ۷ جولائی خطبۂ جمعہ مدنی مسجد چنیوٹ۔ ۹/سفر برائے گوجرانوالہ، تعزیت بروفات برادر مولانا زاہدالراشدی۔ ملاقات حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ، حضرت صوفی عبدالحمید صاحب مدظلہ۔ رابطہ و ملاقات کارکنانِ احرار۔ ۱۰/خطاب سلانوالی شہر، داعی حافظ شفیق الرحمن ۱۲-۱۳- جولائی ملتان۔ ملاقات: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، مولانا فضل الرحمن، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مفتی نظام الدین شامزئی مولانا فضل محمد حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ اور دیگر حضرات۔ ۱۸ جولائی ناظم آباد میں مولانا عبدالستار توحیدی کی جامع مسجد میں بعد از مغرب خطاب عام ۱۹/صبح ملتان واپسی (ہمراہ سید محمد کفیل بخاری) ۲۱ خطبۂ جمعہ مسجد عظمت اسلام شاداب کالونی فیصل آباد داعی قاری حفیظ الرحمن صدیقی صاحب۔ فیصل آباد کے احرار کارکنوں سے ملاقاتیں۔ ۲۶ جولائی خطاب بستی قریشیاں موضع پیر شاہ ضلع وھاڑی۔ داعی مولانا محمد خالص صاحب۔ ۲۷/رابطہ و ملاقات احباب احرار بہاولنگر۔ شام واپسی ملتان۔ شرکت ماہانہ ذکر مجلس دار بنی ھاشم ملتان۔ ۲۸/خطبہ جمعہ دار بنی ھاشم ملتان۔ بعد نماز عشاء ماہانہ درس قرآن جامع مسجد بخاری بابر روڈ خونی برج ملتان یکم اگست خان صاحب سراجیہ کندیاں شریف حاضری۔ بہ سلسلہ تعزیت براخاست اہلیہ محترم حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم۔ ۴۔ اگست خطبۂ جمعہ مدنی مسجد چنیوٹ۔

تنظیمی و تبلیغی مصروفیات سید محمد کفیل بخاری۔ (مرکزی نائب ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان)

۱۶/جولائی سفر برائے کراچی ہمراہ حضرت پیر جی مدظلہ۔ ۱۷،۱۸/جولائی علما۔ کونسل کے دو روزہ اجلاس منعقدہ جامع اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں شرکت۔ دفتر ضرب مؤمن میں محترم مفتی عبدالرحیم صاحب سے ملاقات۔ ۱۹ واپسی ملتان۔ ۲۱/خطبۂ جمعہ ملتان۔ ۲۳/گڑھا موڑ، بورے والہ بہ سلسلہ تعزیت بروفات والد محترم راؤ عبدالنعیم صاحب۔ بورے والہ میں مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ اور مرکزی ناظم نشرواشاعت محترم عبداللطیف خالد چیمہ بھی ہمراہ تھے۔ اس موقع پر تینوں رہنماؤں نے تنظیمی امور پر مشاورت بھی کی۔ علاوہ ازیں بورے والہ کے کارکنوں محترم صوفی عبدالشکور صاحب اور رانا محمد خالد صاحب کے علاوہ دیگر کارکنوں نے بھی ملاقات کی۔ ۲۸۔ جولائی خطبۂ جمعہ جامع معاذ ملتان۔ داعی حاجی محمد ثقلین صاحب۔ ۳۱ جولائی خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے لیے سفر برسلسلہ تعزیت بر وفات اہلیہ محترم حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ۔ ہمراہ حضرت پیر جی مدظلہ۔ ۴ اگست خطبۂ جمعہ ملتان۔

ادارہ

اخبار الجہاد

جہاد کشمیر: ۔ مقبوضہ کشمیر میں جھڑپوں میں میجر سمیت ۱۷ بھارتی فوجی ہلاک کپواڑہ میں آئے مجاہدین نے ۴۵ فوجی مار ڈالے ۹ مجاہد شہید دیگر محاصرہ توڑنے میں کامیاب ہوگئے۔

مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین اور قابض بھارتی فوجیوں کے مابین تازہ ترین جھڑپوں میں ایک میجر سمیت ۱۷ بھارتی فوجی ہلاک اور متعدد شدید زخمی ہو گئے کشمیر کے سرحدی ضلع کپواڑہ کے سرحدی علاقہ میں حرکت المجاہدین کا ایک گروپ کسی اہم مشن پر رواں دواں تھا کہ راستے میں بھارتی فوج نے پورے علاقے کو محاصرہ میں لے رکھا تھا جونہی مجاہدین بھارتی فوج کے محاصرے میں آئے تو بھارتی فوج نے مجاہدین کو ہتھیار ڈالنے کا کہا جس کے جواب میں مجاہدین نے لڑنے کو ترجیح دی اور فوجیوں پر فائر کھول دیا جس سے ۴۵ سے زائد بھارتی فوجی ہلاک اور بے شمار شدید زخمی ہو گئے (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۳ جون ۲۰۰۰ء)

* مجاہدین نے بھارتی کیمپ اور نیشنل کانفرنسی رہنما کا گھر اڑا دیا۔ جھڑپوں میں 35 فوجی ہلاک 3 مجاہد شہید بانہال میں حرکت الجہاد الاسلامی کا آر آر کیمپ پر راکٹ حملہ، 5 فوجی ہلاک خوراک و اسلحہ کے ڈپو تباہ، اودھم پور کیمپ حملہ میں 7 فوجی ہلاک، حزب کے 3 مجاہد شہید گوپال پورہ میں البدر مجاہدین سے شدید جھڑپ میں میجر سمیت 14 ہلاک، گاندربل میں مجاہدین نے کانفرنسی لیڈر کا گھر تباہ کر دیا۔ لیڈر فرار، (روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد 12 جون 2000ء)

* مجاہدین کا ٹاسک فورس ہیڈ کوارٹر پر حملہ 48 فوجی ہلاک سری نگر کے بائی سیکورٹی زون میں حزب المجاہدین نے فدائی کارروائی کے دوران بی ایس ایف کے ہیڈ کوارٹر پر گرنیڈوں سے حملہ کر دیا، متعدد گرنیڈ کیمپ کے اندر پھٹنے سے علاقہ لرز اٹھا مقبوضہ پونچھ کی تحصیل منڈھی میں بھارتی فوج کے محاصرے میں حرکت المجاہدین نے بے جگری سے لڑتے ہوئے 24 گھنٹوں کے دوران 35 بھارتی فوجیوں کو ٹھکانے لگا دیا محاصرہ اب بھی جاری ہے۔ (روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد 21 جون 2000ء)

جہاد چیچنیا * چیچن مجاہدین کے حملوں میں تیزی، 40 روسی ہلاک مجاہدین نے داغستان کے ساتھ ملنے والی سرحد پر تعینات روسی فوج پر بڑا حملہ کیا چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی اور جمہوریہ کے مختلف حصوں میں جانبازوں نے روسی فوج پر حملے تیز کر دیئے۔ جانبازوں کے ترجمان نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ تازہ حملوں میں جانبازوں نے گروزنی پر فوجی کیمپوں میں حملے بڑھا دیے ہیں اور ان حملوں میں چالیس سے زیادہ روسی فوجی ہلاک ہوئے ہیں (روزنامہ اوصاف، اسلام آباد 21 جون 2000ء)

چیچنیا کی لڑائی میں دو ہزار فوجی ہلاک اور 6 ہزار زخمی ہوئے روس کا اعتراف۔ روس نے اعتراف کیا ہے کہ چیچنیا کی لڑائی میں اس کے اب تک 2 ہزار فوجی ہلاک اور 6 ہزار سے زائد زخمی ہو گئے ہیں یہ اعتراف روس کے سینئر فوجی جنرل نے ماسکو میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کیا انہوں نے کہا کہ روسی فوجیوں کی ایک بڑی

تعداد لاپتہ بھی ہے۔ چیچن جانبازوں نے کہا ہے کہ روسی فوجی حکام اپنی عوام سے اپنے فوج کے بھاری جانی نقصان کو چھپا رہے ہیں اور وہ جو تعداد بتا رہے ہیں وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔(روزنامہ "جنگ" لاہور 24 جون 2000ء)

* چیچن مجاہدین کے پانچ بمبار حملے، 1500 فوجی ہلاک روسی لاشوں اور زخمیوں کے انبار عروس مرتان، قدرمیس، کرتشلوی، ارگون اور گروزنی کے مختلف مقامات پر ایک گھنٹہ میں پانچ خوفناک حملے کئے گئے، فوجی ہیڈکوارٹرز، اینٹیلی جنس مراکز اہم تنصیبات اور بڑے پیمانے پر فوجی سازو سامان نیست و نابود، پانچ سو بمبار مجاہدین تیار ہو چکے ہیں، خواتین بھی نام لکھوا رہی ہیں، روس کے اندر تک خود کش کارروائیاں کریں گے۔ چیچن مجاہدین کا اعلان۔

* چیچن کے ایک عالم دین کا ناقابل فراموش کارنامہ (ہفت روزہ ضرب مومن" کراچی ۴ تا ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ)
گزشتہ ہفتے چیچنیا میں ہونے والے تاریخ ساز دھماکوں کے متعلق مزید تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔ ان پانچ دھماکوں میں سے طاقتور ترین دھماکہ گروزنی شہر کی شرعی عدالت کے قاضی اور چیچنیا کے نامور عالم دین قاضی مسلادی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا بہترین منصوبہ بندی کے ساتھ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہونے والے ان دھماکوں میں کل چھتیس ٹن بارود استعمال کیا گیا جس میں سے مرکزی دھماکے میں جس کے بنیادی کردار مذکورہ عالم دین تھے۔ دس ٹن بارود استعمال ہوا یہ دھماکہ جس مرکز میں ہوا اس میں ایک ہزار روسی فوجی تھے۔(ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی ۱۱ تا ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ)

*چیچن مجاہدین کے روسی فوج پر شب خون ۱۱۰ روسی فوجی مردار
نامساعد حالات میں گھرنے کے باوجود چیچن مجاہدین کی ملک بھر میں جاری ایمان افروز کارروائیوں پر مشتمل گروزنی سے موصولہ خصوصی رپورٹ۔

مجاہدین کے خوف سے روسی فوجی فرار ہونا چاہتے ہیں لیکن انہیں سنبھلنے کا موقع بھی نہیں مل پا رہا۔ مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں کے باعث روسی فوجیوں میں اختلافات دن بدن بڑھنے لگے۔ روسی کٹھ پتلی احمد قادر روف اور اس کا نائب قنتامیروف دو دھڑے بنا کر آپس میں گتھم گتھا ہو چکے ہیں۔ وزیر دفاع اور سربراہ بری افواج میں چپقلش شروع ہو گئی روسی فوجیوں نے اعلیٰ قیادت کی بوکھلاہٹ سے فائدہ اٹھا کر مجاہدین کو ہتھیار فروخت کرنا شروع کر دیئے (ہفت روزہ ضربِ مومن کراچی ۲۵ ربیع الثانی تا ۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ)

جہادِ فلسطین:

* ہماری راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ "یاسر انتظامیہ" ہے۔ قائد حماس شیخ احمد یٰسین
حماس کے پاس فلسطین کی آزادی کا مستقل حل موجود ہے، کیمپ ڈیوڈ مذاکرات ناکام ہو گئے۔ اگر یہ معاہدہ ہو بھی جاتا تو وہ فلسطینیوں کے مفاد میں نہ ہوتا کیونکہ یہ فلسطینیوں کی خواہشات کے خلاف ہے۔ حماس کے پاس فلسطین کی آزادی کا مستقل حل موجود ہے۔ یاسر عرفات نے بڑی بڑی فحش غلطیاں کی ہیں، جن میں مذکورہ امن مذاکرات میں شمولیت، دشمن کو تسلیم کرنا اور جہاد کی راہ چھوڑنا شامل ہے۔ شیخ احمد یٰسین نے کہا کہ حماس اسرائیل کو تسلیم کرنے والے کسی بھی معاہدے کو مسترد کر چکی ہے۔ اور فلسطین کی مکمل آزادی اور خود مختاری تک کسی سے کوئی سودے بازی نہیں کرے گی۔(ہفت روزہ ضربِ مومن کراچی ۲۵ ربیع الثانی تا ۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ)

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات ان کی

❊ این جی اوز کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ (عمر اصغر خان)

کچھ بھی کر لو! آخر جیت ہماری ہے۔

❊ عدالت میں بہنوئی نے فائرنگ کر کے دو سالے زخمی کر دیئے۔ (ایک خبر)

ایک سالا زخمی کرنا چاہیئے تھا۔

❊ وزیر اعظم کی بھی اپنی فوج ہونی چاہیئے جو پانچ چھ فوجی ٹرکوں کو روک سکے۔ (کلثوم نواز)

عورت واقعی ناقص العقل ہوتی ہے۔

❊ (بیت المقدس) قرآنی آیات کی بے حرمتی۔ یہودی لڑکیوں کا برہنہ رقص۔ (ایک خبر)

عربوں کی بے حمیتی۔ مسلمانوں کے لئے ذلت و نکبت!

❊ خواتین کی پچاس فیصد نمائندگی۔ ہماری ثقافتی روایات کے منافی ہیں۔ (یوسف رضا)

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے!

❊ جنرل اعظم کی اہلیہ کی رسم قل آج ہے۔ (ایک خبر)

دس ہزار مسلمانوں کے قاتل کا رسم قل سے کیا تعلق!

❊ امریکہ میں ہر چوتھی ملازمت پیشہ عورت کی عزت لوٹ لی جاتی ہے۔ (ایک خبر)

اسی لئے یہاں پچاس فیصد مزید عورتوں کو گھروں سے نکالا جا رہا ہے۔

❊ زمیندار کے بیٹے نے دس سالہ لڑکی پر کتا چھوڑ دیا۔ (ایک خبر)

کاش! "کارکنان قضا و قدر" میں سے کسی کے ساتھ ایسا ہوا ہوتا!

❊ جھنگ میں بھینس کے تنازعہ پر دو افراد قتل۔ (ایک خبر)

اور بھینس زندہ ہے

❊ پولیس۔ کلثوم نواز کی گاڑی۔ کرین سے اٹھا کر جی او آر لے گئی۔ (ایک خبر)

باکمال لوگ۔ لاجواب پرواز!

❊ بنگلہ دیش کے آئین سے "بسم اللہ" کو حذف نہ کیا۔ تو الگ ریاست بنائیں گے۔ (ہندوؤں کا الٹی میٹم)

اسی باعث تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے۔

تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ)
مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام

جنّت میں گھر بنائیے!

مرکزی مسجد عثمانیہ

آرکیٹیکٹ: محمد عمران محبوب فیصل آباد754274

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی فون نمبر: 611657 - 0445

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 9-2324 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچاوطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

منجانب انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) فون نمبر 610955 - 0445
ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیرِ شریعت نمبر

بیاد

امیرِ شریعت، خطیب الامّت

بطلِ حرّیت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ

جانشینِ امیرِ شریعت نمبر

بیاد

جانشینِ امیرِ شریعت، قائدِ احرار

سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ

★ اُردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار ★ ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان ★ خاندانی حالات، سیرت کے مجلہ اوراق ★ خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ★ بزم سے لے کر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ★ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضائیں ایک آوازِ ہدایت، جو بصیرت، حرّیت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

★ خوبصورت سہ رنگا سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت

صفحات: ۵۷۶، قیمت ۳۰۰ روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت۔

صرف ۲۰۰ روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

★ ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالم دین کے سوانح و افکار۔ ★ ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ★ ایک شاعر ادیب اور محقق کی علمی ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات ★ تاریخ احرار کا ایک روشن باب ★ فکرِ احرار کا امین و وارث ★ عظمتِ صحابہ کا نقیب و محافظ۔ ★ ایک مفکر، مبلغ خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات۔

صفحات ——— ۳۰۰

قیمت ——— ۵۰ روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں۔

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون ۵۱۱۹۶۱-۰۶۱

Design & Printing by Al-Kitab Graphics Pul Shiwala Multan Ph : 584604